E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.A.

Paper : Tareekh-e-Hind (1526-1947)

Module Name/Title : Moghal Tehzeeb

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM/ Prof. Ziauddin Shakeeb
PRESENTATION	Prof. Ziauddin Shakeeb
PRODUCER	Rafiq-ur-Rahman

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

بلاک I مغل اور شیر شاہ

اس بلاک کے تحت کل 6 اکائیاں شامل ہیں۔ جس میں مغلوں اور شیر شاہ کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ اکائی 1 میں مغلوں کی سیاسی تاریخ، ہمایوں کے دور تک، اکائی 2 کے تحت شیر شاہ کے نظم و نسق اور کارنامے، اکائی 3 کے تحت مغلوں کی سیاسی تاریخ اکبر کے عہد سے، اکائی 4 کے تحت مغل نظم و نسق، اکائی 5 کے تحت مغلوں کے دور میں معاشی حالات اور اکائی 6 کے تحت مغلوں کے دور میں تہذیبی اور تمدنی حالات کے بارے میں بحث کی جائے گی۔

اکائی 1 ہمایوں کے دور تک مغلوں کی سیاسی تاریخ

ساخت

1.0 مقاصد

1.1 تمہید

1.2 بابر کے حملہ کے وقت ہندوستان کے سیاسی حالات

1.3 بابر

1.3.1 ابتدائی سوانح حیات

1.3.2 ہندوستان کی فتح

1.3.3 پہلی جنگ پانی پت 1526ء

1.3.4 جنگ کنواہا 1527ء

1.3.5 جنگ چندیری 1528

1.3.6 جنگ گاگرا 1529

1.3.7 سلطنت کی وسعت

1.3.8 بابر کی شخصیت کا جائزہ

1.4 ہمایوں 1540۔1530 اور 1556۔1555ء

1.4.1 مسائل

1.4.2 شیر شاہ کے ساتھ جنگیں اور جھڑپیں

1.4.3 جلاوطنی

1.4.4 ہمایوں کی واپسی

1.4.5 ہمایوں کی سلطنت کا جائزہ

1.5 خلاصہ

1.6 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات

1.7 نمونہ امتحانی سوالات

1.8 سفارش کردہ کتابیں

1.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ :

- ہندوستان پر بابر کے حملے کے وقت ہندوستان کے سیاسی حالات کو جان سکیں۔
- پہلی جنگ پانی پت اور بابر کے ہاتھوں مغل سلطنت کا قیام، جنگ پانی پت، جنگ کنواہا، چندیری کی فتح، جنگ گاگرا سلطنت کی وسعت سے واقف ہوسکیں۔ بابر اور اس کی شخصیت کا جائزہ لیں۔
- ہمایوں کی جانشینی، شیر شاہ کے ہاتھوں اس کی شکست اور مغلوں کی ہندوستان کو واپسی کے تعلق سے واقفیت حاصل کرسکیں۔

1.1 تمہید

مغل یا منگول دراصل وسط ایشیاء میں واقع منگولیا کے باشندے تھے۔ وہ نہایت بہادر اور جنگجو تھے۔ 13ویں صدی میں انھوں نے ہندوستان پر اپنا پہلا حملہ کیا۔ ان کا ایک مشہور سردار چنگیز خان تھا جو منگولوں کا دہشتناک عظیم خاں کہلاتا تھا۔ خاندان غلامان کے بادشاہ التمش کے دور حکومت میں (1236-1211) چنگیز خان نے اپنے تاتاری خانہ بدوش قبیلوں کو ساتھ لے کر مغربی پنجاب اور ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کو تباہ و برباد کرڈالا۔ بعد ازاں دہلی سلطنت کے دور میں منگولوں نے وقتاً فوقتاً ہندوستان پر حملے کیے۔

اس دور میں (1707-1556) چھے عظیم حکمراں تھے۔۔ بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب۔ اور پھر اس سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ یہ چھے مغل بادشاہ عظیم مغلوں کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔

1.2 بابر کے حملے کے وقت ہندوستان کے سیاسی حالات (1525ء)

سولھویں صدی کی پہلی چوتھائی میں ہندوستان میں مسلم مملکتوں کے دو گروہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک گروہ کے پیچھے ایک عظیم ہندو طاقت دھمکی آمیز حیثیت میں موجود تھی۔ مسلم مملکتوں کے شمالی گروہ میں سندھ، ملتان، کشمیر، بنگال اور سلطنت دہلی (جو پنجاب سے بہار تک وسیع تھی) اور بندیل کھنڈ شامل تھے۔ جنوبی گروہ میں گجرات، مالوہ، خاندیش اور دکن کی پانچ سلطنتیں، احمد نگر، برار، بیجاپور، بیدر اور گولکنڈہ شامل تھیں۔ ان دو گروہوں کے درمیان راجپوتانہ، اڑیسہ اور گونڈوانہ کی ہندو ریاستیں واقع تھیں جو کئی آزاد سرداروں پر مشتمل تھیں۔ مغربی ساحل پر پرتگیزیوں نے اپنا اقتدار قائم کرلیا تھا۔ دریائے کرشنا کے جنوب میں سلطنت وجئے نگر تھی۔ جو اپنے حکمراں کرشنا دیورائے (1530-1509) کی وجہ سے اس وقت اپنی عظمت کی بلندی پر تھی۔

بابر نے ہندوستان پر بروقت حملہ کیا۔ سارا شمالی ہند جتھے بندی اور بے اطمینانی کے باعث پیچ و تاب میں مبتلا تھا۔ ابراہیم لودھی کی حکومت (1526۔ 1517) انتہائی ناپسندیدہ تھی۔ اس کے غرور، ظلم وستم اور بدمزاجی نے اس کے اپنے بعض رشتہ داروں کو اس سے رنجیدہ کردیا۔ پنجاب کا گورنر دولت خاں لودھی اور سلطان کا ماموں عالم خاں اس کے مخالف ہوگئے اور بابر کی مداخلت کے طلب گار ہوئے۔ بابر نے ہندوستان پر حملہ کرنے کے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھایا۔

1.3.1 بابر کے ابتدائی حالات زندگی

بابر کا پورا نام ظہیر الدین محمد بابر تھا۔ اس کا تعلق باپ کی طرف سے تیمور کی نسل سے اور ماں کی طرف سے چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اس طرح بابر کے جسم میں وسط ایشیا کے دو بڑے فاتحین اور قاہروں کا خون دوڑ رہا تھا۔ بابر 1483ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ عمر شیخ مرزا فرغانہ کا حکمراں تھا جو تیمور کی عظیم سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ بابر کم عمری میں اپنے باپ کے بعد فرغانہ کے تخت و تاج کا وارث بنا۔ جب کہ اس کی عمر گیارہ سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کی ابتدائی زندگی مشکلات سے بھری ہوئی تھی۔ اس کو انتہائی سختیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کی سب سے بڑی تمنا کہ تیمور کے پایۂ تخت سمرقند پر قبضہ کرلے، پوری نہ ہوسکی۔ یہاں تک کہ اس کو فرغانہ (اب روسی ترکستان میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے) سے نکال باہر بھی کیا گیا۔ اس نے اپنی سرزمین چھوڑ دی اور کابل چلا گیا جہاں اس نے 1504ء میں اپنے لیے ایک چھوٹی سی ریاست اپنے زور بازو سے پیدا کرلی۔

1.3.2 ہندوستان کی فتح

بابر کابل میں بیس سال رہا۔ اس کے بعد بابر نے ہندوستان کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ جس کی دولت کے وہ بہت کچھ سن رکھا تھا۔ 1517ء اور 1525ء کے درمیان اس نے پنجاب پر کئی حملے کیے۔ بابر کو برتر اور بہتر موقع اس وقت ہاتھ آیا جب اس نے پنجاب کے طاقتور گورنر دولت خاں لودھی اور دہلی کے سلطان ابراہیم لودھی کے ماموں عالم خان کی دعوت پر پنجاب پر اپنا پانچواں اور آخری حملہ کیا۔ بابر نے فوراً عملی اقدام کیا اور نومبر 1525ء میں ہندوستان کے خلاف اپنی فوجوں کی قیادت کی۔ لیکن دولت خان لودھی اور عالم خاں غداری پر اتر آئے۔ لہٰذا بابر کو پہلے ان کے خلاف لڑنا پڑا۔ ...نے دولت خاں کو شکست دی اور بہ آسانی پنجاب کو فتح کرلیا۔ اب بابر دہلی کی طرف بڑھا۔

1.3.3 پہلی جنگ پانی پت (1526)

جب سلطان ابراہیم لودھی کو اطلاع ملی کہ بابر دہلی کی طرف کوچ کرچکا تو وہ بابر سے جنگ کرنے کے لیے اپنے پایہ تخت سے چل پڑا۔ 21 اپریل 1526ء کو پانی پت (دہلی اور تھانیسور کے درمیان) کے یادگار میدان میں جو ہندوستان اکثر

وبیشتر فاتحین کو بطور تحفہ ہاتھ آیا، بابر اور سلطان ابراہیم ایک دوسرے کے خلاف جنگ میں صف آراء ہوگئے۔ ابراہیم نے ایک لاکھ سپاہیوں کے ساتھ جن کی پشت پناہی تقریبا سو ہاتھی کر رہے تھے لڑائی شروع کی۔ بابر کی (12 ہزار آدمیوں کی) فوج ابراہیم کی فوج سے بہت کم تھی لیکن وہ بہترین تربیت یافتہ اور جنگ آرائی میں مہارت رکھتی تھی۔ اس کے علاوہ بابر ایک نہایت تجربہ کار جنرل تھا اور اس کے پاس ایک بڑی اور شاندار توپ خانہ کی امدادی فوج تھی جس کی کمان اس کے دو قابل کپتان استاد علی اور مصطفیٰ کر رہے تھے۔ اس کے برخلاف ابراہیم" ایک ناتجربہ کار نوجوان تھا، وہ اپنی فوجی نقل و حرکت سے لاپرواہ، بغیر کسی نظم و ضبط کے آگے بڑھ جاتا، بغیر کسی طریق کار کے رک جاتا یا میدان سے ہٹ جاتا اور کسی دور اندیشی کے بغیر دشمن کی فوجوں سے بھڑ جاتا تھا وہ ایک پیدائشی جنرل بابر کا مدمقابل نہیں تھا۔ لیکن دونوں نے: یکساں بہادری سے نہایت سخت اور غضبناک جنگ کی۔ بابر نے سلطان ابراہیم سے بڑھ کر جنگی چالیں چلیں اور اس کو مات دی۔ ابراہیم کی فوج کو شکست فاش ہوگئی۔ اپنے 15 ہزار بہادر آدمیوں کے ساتھ سلطان ابراہیم میدان جنگ میں مارا گیا۔ بابر نے اپنے توپ خانہ کی مدد سے ایک فیصلہ کن فتح حاصل کرلی۔ بابر نے اپنی آپ بیتی میں لکھا" یہ مشکل مرحلہ میرے لیے قادر مطلق کی مہربانی سے آسان ہوگیا اور وہ طاقتور فوج نصف دن کی مدت میں پیوند خاک ہوگئی"۔ دلی پر قبضہ ہوگیا۔ اس کے فورا بعد بابر کے بیٹے شہزادہ ہمایوں نے آگرہ پر قبضہ کرلیا جہاں اس کو ایک بڑا خزانہ ہاتھ لگا جس میں مشہور کوہ نور ہیرا بھی شامل تھا۔ بابر نے آگرہ کو اپنا صدر مقام بنایا۔ اس طرح پانی پت کی جنگ نے بابر کو دلی کا بادشاہ بنادیا۔ شمالی ہند کے ایک بڑے حصہ کا مالک بننے کے لیے بابر کو تین مزید جنگیں لڑنی پڑیں۔

1.3.4 جنگ کھنوا یا کنواہا 1527ء

اس کے بعد بابر کو ابراہیم سے زیادہ خوفناک طاقت کا سامنا کرنا پڑا۔ یعنی راجپوت (ہندو) طاقت جس کی قیادت میواڑ کی اہم راجپوت ریاست کے سربراہ رانا سنگرام سنگھ (رانا سانگا) کر رہا تھا۔ رانا سانگا 100 لڑائیوں کے سورما کی حیثیت سے مشہور تھا۔ رانا، بابر پر حملہ کرنے کے لیے چل پڑا۔ کئی راجپوت سردار اور کچھ افغان (لودھی) سردار جن میں حسن خاں میواتی اور سلطان محمود لودھی جیسے لودھی خاندان کے تائید کرنے والے شامل تھے رانا سنگرام سنگھ سے آملے۔ آگرہ کے قریب کھنوا یا کنواہا کے مقام پر مارچ 1527ء میں جنگ شروع ہوئی۔

رانا نے میدان جنگ میں ایک وسیع فوج لاکھڑی کی جس کے نظارہ سے ہی بابر کی فوج پر مایوسی طاری ہوگئی۔ اس موقع بابر نے ایک زوردار اور پُراثر آفریں تقریر کے ذریعے اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھایا۔ اس نے ان کے دل میں یہ بات بٹھائی کہ "عزت کی موت بے عزتی کی زندگی سے بہتر ہے" اور خدا کے نام پر انھیں قسم دلائی کہ وہ جنگ آرائی سے منہ نہیں موڑیں گے۔ بابر نے شراب کے اپنے تمام پیالے توڑ ڈالے اور کبھی بھی شراب نہ پینے کا عہد کیا اور اپنے عہد پر قائم رہا۔ اب مغلوں نے دلیرانہ حملہ کیا۔ پھر ایک مرتبہ ان کا توپ خانہ کام آیا۔ اس شدید اور خوفناک لڑائی میں راجپوتوں کو شکست ہوگئی۔ رانا سانگا میدان جنگ سے فرار ہوگیا اور دو سال بعد 1529ء میں شکستہ دل مرگیا۔ بابر کی اس فتح نے طاقتور راجپوت اتحاد کو کمزور کردیا اور بابر کے لیے مزید فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔ یہ جنگ پانی پت کی پہلی جنگ سے زیادہ اہم ہے کیوں کہ اس جنگ نے ہندوستان میں بابر کے موقف کو مستحکم بنانے میں مدد دی

1.3.5 چندیری پر قبضہ 1528ء

بابر نے اپنی اس کامیابی کے بعد چندیری پر 1528ء میں قبضہ کر لیا جس پر بہادر راجپوت سردار میدنی رائے، رانا سانگا کی جانب سے قابض تھا۔

1.3.6 جنگ گاگرا 1529ء

چندیری کی فتح کے بعد بابر نے بہار کی طرف کوچ کیا جہاں ابراہیم لودھی کے بھائی محمد لودھی کے تحت افغان ابھی بھی برسر اقتدار تھے۔ 1529ء میں بابر نے دریائے گاگرا کے کنارے پٹنہ کے قریب ایک جنگ میں افغانوں کو شکست دی۔ اس کے بعد اس نے بنگال کے سلطان نصرت کو صلح کے لیے مجبور کر دیا۔ 1529ء میں رنتھمبور کا مضبوط قلعہ بھی اس کے قبضہ میں آگیا۔

1.3.7 سلطنت کی وسعت

متذکرہ بالا لڑائیوں کے بعد بابر تقریبا کل شمالی ہند کا مالک بن گیا۔ اس کی حکومت پنجاب، موجودہ اتر پردیش اور شمالی بہار تک وسیع ہوگئی۔ اس نے میواڑ کی راجپوت ریاست کو بھی زیر نگیں کیا۔ اس طرح بابر کی ہندوستانی فتوحات پنجاب سے لے کر بنگال کی سرحد تک اور ہمالیہ سے لے کر گوالیار تک دسیع ہوگئیں۔ ڈسمبر 1530ء میں بابر کا انتقال ہوگیا۔

1.3.8 بابر کی شخصیت کا جائزہ

بابر کی سیرت اور شخصیت اس کی آپ بیتی میں ظاہر ہوتی ہے جو خود نوشت سوانح عمری کا ایک بہترین اور نہایت ایماندارانہ نمونہ ہے۔ تزک بابری کے عنوان سے یہ آپ بیتی اصل میں ترکی زبان میں لکھی گئی تھی جس کی ہمایوں نے بذات خود کتابت کی تھی۔

اپنی آپ بیتی میں بابر نے اپنے زمانے کے سیاسی اور فوجی واقعات بیان کیے اور اپنے زمانے کی مشہور شخصیتوں کی قلمی تصویریں کھینچی ہیں۔ ہمارے ملک کی طبعی خصوصیات، فطرت کے حسن اور ہمارے ملک کے حیوانات اور نباتات کو بھی بیان کیا ہے۔ بابر نے لکھا "ملک ہندوستان آدمیوں اور زرعی پیداوار سے بھرا ہوا ایک وسیع ملک ہے"۔ اس نے لکھا کہ ہندوستان میں صرف تین موسم، گرمی، سردی اور برسات کے موسم ہیں۔ اس نے آم کو ہندوستان کا بہترین میوہ بیان کیا ہے۔ بابر نے لکھا ہیکہ ہندوستان ایک "حیرت انگیز ملک" ہے لیکن وہ ہندوستان میں باغات، آبشاروں، اچھے گھوڑوں، اچھے کتوں اور تربوزوں کے نہ ہونے کے باعث خوش نہیں تھا۔ اس آپ بیتی سے بابر ایک بے حد پسندیدہ ہی نہیں بلکہ ایک نہایت طاقت ور اور باصلاحیت شخصیت کی حیثیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ بابر کی ابتدائی مشکلات نے اس کو بہادر اور سخت جان بنا دیا تھا۔ اس میں ہمت و حوصلہ اور مہم جوئی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اس کے ترکی امراء نے اس کو بابر (شیر یا شیر ببر)

کا خطاب دیا تھا۔ وہ حیرت انگیز خوداعتمادی کا مالک تھا۔ اس کا ارادہ بہت مضبوط اور توانا تھا اور سنگین بحران کے موقع کا مقابلہ کرتے ہوئے اس نے یہ قدرت حاصل کی تھی۔

بابر ایک نہایت ہی تہذیب یافتہ شخص تھا۔ وہ ترکی اور فارسی زبان کا باکمال شاعر تھا۔ وہ ترکی کا ایک عظیم مصنف تھا جس کا ثبوت آسان اسلوب میں لکھی گئی اس کی آپ بیتی سے ملتا ہے۔ وہ ایک کٹر سنی مسلمان تھا اور خدا پر کامل ایمان رکھتا تھا لیکن وہ متعصب نہیں تھا۔ وہ بہت کم سفاکی کا مظاہرہ کرتا تھا اور مجموعی طور پر مہربان، فیاض اور شریف النفس واقع ہوا تھا۔

بابر ایک قابل جنرل تھا اور فوجی حکمت عملی میں مہارت رکھتا تھا۔ چار سال کی مختصر مدت میں اس نے شمالی ہند کو فتح کرلیا۔ اس نے اپنی پر جوش اور فصیح تقریروں سے اپنے ساتھیوں اور فوج میں ہمت و حوصلہ اور اعتماد پیدا کیا۔ فوجی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بابر نے افغانوں کی طاقت کو تباہ کرکے اور راجپوتوں کی ریاستوں کو کمزور کرکے مغل سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بے وقت موت نے اسے مہلت نہ دی کہ وہ اپنی فتوحات کو مستحکم کرسکے۔ بابر جنگ اور سیاست میں قدر الجھا رہا کہ اس نے نظم و نسق کے لیے کافی وقت نہ دے سکا۔ چوں کہ اس کے بیشتر کام نامکمل رہے اس لیے اس کے بیٹے ہمایوں کو کئی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔

تاریخ میں بابر کو اس کی ہندوستانی فتوحات کی بنا پر ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ جس نے ایک شاہی سلسلے کے لیے راستہ کھول دیا۔ بابر "اپنے زمانے کا سب سے زیادہ ذہین اور ممتاز ایشائی شہزادہ تھا جو کسی بھی ملک اور کسی بھی زمانے کے حکمرانوں میں ایک اونچے مقام کا مستحق ہے" (وی۔ اے۔ اسمتھ)

1.4 ہمایوں (1530 تا 1540ء اور 1555 تا 1556ء)

ہمایوں کا پورا نام نصیر الدین ہمایوں تھا۔ ہمایوں کے معنی خوش قسمت کے ہیں لیکن یہ تقدیر کی ستم ظریفی ہے کہ ہمایوں ایک نہایت ہی بدقسمت حکمراں ثابت ہوا۔

بابر کے سب سے بڑے بیٹے کی حیثیت سے جب ہمایوں تخت شاہی پر متمکن ہوا تو اس کی عمر 23 سال تھی۔ اپنے باپ کی خواہشات کے احترام میں جس نے اس کو اپنے بھائیوں کے ساتھ فیاضانہ سلوک کرنے کے لیے کہا تھا۔ سلطنت کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ یہ عمل نقصان دہ ثابت ہوا۔ بھائیوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی کہ کابل و قندہار کامران کو، میواڑ اور آلوار ہندال کو اور سنبھل (روہیل کھنڈ) مرزا عسکری کے حوالے کردیا۔

1.4.1 ہمایوں کے مسائل

ہمایوں کے مسائل کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ بابر کو اپنی سلطنت کے استحکام کے لیے وقت میسر نہ آسکا۔ جیسے ہی بابر کا انتقال ہوا۔ بہار و بنگال کے افغان محمود لودہی اور شیر خان کی قیادت میں اور گجرات کے بادشاہ بہادر شاہ نے بھی علم بغاوت بلند کردیا۔ شمال مغرب میں ہمایوں کا خود اپنا بھائی کامران غدار ثابت ہوا اور پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ اس کے

دوسرے بھائی تخت شاہی کا لالچ کرنے لگے ۔ لیکن ہمایوں کا بدترین دشمن شاید خود وہی تھا۔اس کی ناکامی ایک حد تک کی افیون کھانے کی عادت سے سمجھ میں آتی ہے ۔وہ کبھی بھی کسی بات پر قائم نہیں رہتا تھا اور کاموں کو ادھورا چھوڑ د تھا۔ وہ ایک دشمن کو اپنے پیچھے غیر مغلوب چھوڑ دیتا تھا اور دوسرے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے پلٹ پڑتا تھا۔

1.4.2 شیر شاہ کے ساتھ جنگیں اور جھڑپیں

1532ء میں ہمایوں نے افغانوں کے خلاف فوج کی قیادت کی۔ اس نے محمد لودھی کو شکست دی۔ اس نے چنا قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں شیر خاں نے دکھاوے کے لیے ہمایوں کی اطاعت قبول کرلی۔اس اطاعت کے بعد ہمایوں شیر کو پوری طرح زیر کیے بغیر آگرہ واپس ہوگیا۔ ہمایوں کی یہ ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ اس سے مشرق میں اپنی طاقت کو کرنے کے لیے شیر خاں کو آزادی مل گئی۔ ہمایوں نے دلی اور آگرہ میں جشن مسرت مناتے ہوئے تقریباً دوسال کردیئے چناں چہ بہادر شاہ کو وقت مل گیا کہ وہ اپنے موقف کو مستحکم کرلے ۔

(1536۔1535) میں ہمایوں گجرات کے لیے روانہ ہوا اور بہادر شاہ کو شکست دی۔ بہادر شاہ کچھ عرصہ تک بنا پھرتا رہا۔ گجرات اور مالوہ فتح کیے گئے ۔ اس کے بعد ہمایوں کو خبر ملی کہ شیر خاں بنگال میں اپنی طاقت کو بڑھا رہا ہے چ اس نے گجرات کو چھوڑ کر شیر خاں کے خلاف پیش قدمی کی ۔اس کی روانگی پر بہادر شاہ نے تیزی کے ساتھ گجرات کو با کرلیا۔ مالوہ بھی گنوادیا ۔اس طرح ہمایوں نے دوسال کے اندر اندر گجرات اور مالوہ کو فتح کیا اور پھر گنوادیا۔

1537ء میں ہمایوں نے شیر خاں کے خلاف کوچ کیا لیکن چنار کو حاصل کرنے میں اتنی دیر لگادی کہ ش کو گور (بنگال کا دارالخلافہ) پر قبضہ کرنے کے لیے وقت مل گیا۔شیر خاں گور کا بے حساب خزانہ لے کر فرار ہوگیا۔ نے گور پر قبضہ کرلیا اور کئی مہینوں تک اپنا وقت وہاں ضائع کیا ۔ اسی دوران میں شیر خاں نے بنگال اور دلی کے د ہمایوں کے مواصلات کو کاٹ دیا تاکہ ہمایوں تک کوئی بھی رسد نہ پہنچ سکے ۔ لہٰذا اب ہمایوں کو واپس پلٹنا پڑا لیکن (میں دریائے گنگا کے کنارے بکسر کے قریب چوسا کے مقام پر شیر خان نے پسپا ہوتی ہوئی فوج پر اچانک حملہ کردیا۔ کی فوج کو زبردست نقصانات اٹھانے پڑے اور ہمایوں بال بال بچا اور کسی نہ کسی طرح آگرہ پہنچ گیا۔ چوسا کی فتح۔ خاں کو بنگال اور بہار کا حکمراں بنا دیا۔ اب اس نے شیر شاہ کا لقب اختیار کیا۔

دوسرے سال 1540 میں ہمایوں نے دوبارہ شیر شاہ کے خلاف لشکر کشی کی لیکن قنوج کے قریب اس ک کن شکست ہوئی اور وہ ملک سے فرار ہوگیا۔ شیر شاہ بادشاہ ہوگیا اور افغان پھر ایک مرتبہ شمالی ہند کے حکمراں بن گئے

1.4.3 ہمایوں کی جلاوطنی

شیر شاہ نے ہمایوں کا اور فرار ہوتے ہوئے مغلوں کا لاہور تک پیچھا کیا۔ یہاں ہمایوں کے بھائیوں نے پھر ا مطلب پرستی اور حسد و بدگمانی کا مظاہرہ کیا اور ہمایوں کو پناہ دینے سے انکار کردیا۔ ہمایوں بے گھر اور بے جس ہو کر پھرنے لگا۔ پہلے وہ سندھ پھر مارواڑ اور آخر میں پھر سندھ پہنچا۔ اس کی اس مصیبت کے زمانے میں 23 نومبر 1542ء کو ا

کے مقام پر اس کا بیٹا اکبر پیدا ہوا۔ یہاں بیرم خاں جو بعد میں اکبر کے اتالیق کی حیثیت سے مشہور ہوا۔ ہمایوں سے دوبارہ آملا۔

1544ء میں ہمایوں ایران پہنچا جہاں کے بادشاہ شاہ طہماسپ نے اس کو اس شرط پر پناہ دی کہ وہ اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کرے گا اور قندہار کو فتح کرنے کے بعد قندہار شاہ کے حوالے کردے گا۔ 1545ء میں ہمایوں نے شاہ ایران کی فوج کی مدد سے اپنے بھائیوں عسکری اور کامران سے سخت جنگ کی اور قندہار اور کابل پر 1545ء میں قبضہ کرلیا۔ لیکن شاہ سے وعدہ کے مطابق ہمایوں نے قندہار کو شاہ کے حوالے نہیں کیا اور اس کے بعد سے قندہار مغلوں اور ایرانیوں کے درمیان نزاع کا سبب بن گیا۔

1.4.4 ہمایوں کی واپسی

اس اثناء میں شیر شاہ کا انتقال ہوگیا۔ ہمایوں ہندوستان کی طرف بڑھا اور سرہند کے حکمراں سکندر سور کو شکست دے کر 1553ء میں دلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ اس نے اپنے بیٹے اکبر کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا اور بیرم خاں کو اکبر کا اتالیق اور مشیر مقرر کیا۔

لیکن یہ ہمایوں کی قسمت میں نہیں لکھا تھا کہ وہ دوبارہ حاصل کردہ تخت و تاج کے ثمرات سے زیادہ عرصہ تک استفادہ کرسکے۔ جنوری 1556ء دلی میں اپنی لائبریری کی سیڑھیوں سے وہ اتفاقاً گر پڑا اور کچھ مختصر عرصہ بعد اس کے اثرات سے جانبر نہ ہوسکا۔ اپنی دوبارہ واپسی اور عود شاہی کے بعد بہ مشکل وہ سات ماہ تک حکومت کرسکا۔ وہ اول سے آخر تک زندگی سے لڑتا رہا اور زندگی نے اس تباہ کردیا"۔ (لین پول)

1.4.5 ہمایوں کی شخصیت کا جائزہ

ہمایوں ایک تہذیب یافتہ اور نہایت ہی عالم فاضل شخص تھا۔ وہ ایک بہادر اور شاندار سپاہی تھا۔ اگر وہ امید پرست اور ثابت قدم نہ رہتا تو ہندوستان کی سلطنت کو دوبارہ فتح کرنا ناممکن ہوتا۔ وہ اپنے بھائیوں کے قصور معاف کرنے میں بڑی فیاضی سے کام لیتا تھا۔ لیکن ہمایوں افیون کا عادی اور آرام طلب تھا اور جشن منانے کا عادی تھا۔ وہ استقلال کے ساتھ کوشش نہیں کرسکتا تھا۔ ان کمزوریوں نے اس کی فطری قابلیتوں کو بڑی حد تک برباد کردیا۔ اپنی شخصیت میں ان خرابیوں کی وجہ سے ہمایوں کو ایک بادشاہ کی حیثیت میں افسوسناک ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ پہلی جنگ پانی پت اور جنگ کنواہا کی اہمیت کو سمجھائیے۔

____

____

2۔ ہندوستان کو بابر کی اہم دین کیا ہے ؟

3۔ شیر شاہ کے ہاتھوں ہمایوں کی شکست کے دو اہم اسباب بیان کیجیے ۔

1.5 خلاصہ

1۔ بابر کے حملے سے پہلے ہندوستان کئی چھوٹی چھوٹی شاہی حکومتوں میں تقسیم ہوگیا تھا جن میں سے چند پر مسلمان ا
ہندوؤں کی حکمرانی تھی۔

2۔ بابر نے 1526ء میں جنگ پانی پت میں فتح حاصل کر کے مغل سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

3۔ بابر کے انتقال کے بعد ہمایوں کے زمانے میں شیر شاہ نے 1540ء اور 1555ء کے درمیان مغل سلطنت کو گرہن

1.6 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

I- ہندوستان پر بابر کے حملے سے پہلے ملک میں کوئی سیاسی اتحاد نہیں تھا۔ کئی چھوٹی چھوٹی مسلم اور ہندو بادشاہتیں
موجود تھیں۔ جنوب میں سلطنت وجئے نگر موجود تھی۔

II- ابراہیم لودھی کے خلاف جنگ پانی پت 1526ء میں بابر کی فتح نے ہندوستان میں مغل سلطنت کے قیام کی
راہ ہموار کردی۔ جنگ کنواہا جنگ پانی پت سے زیادہ اہم تھی کیوں کہ رانا سانگا جس کو اس جنگ میں شکست
تھی بابر کا ابراہیم لودھی سے زیادہ خوفناک دشمن تھا۔

2۔ بابر کی ہندوستان کو اہم دین مغل سلطنت کی ہندوستان میں بنیاد ڈالنا تھا۔

3۔ ہمایوں میں قوت ارادی کی کمی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ فیاضانہ سلوک اس کی شکست کے دو اہم اسباب تھے ۔

1.7 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ ذیل کے ہرایک سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے ۔

1۔ بابر کی زندگی اور فتوحات کی تفصیل بیان کیجیے ۔

2۔ بہ حیثیت حکمراں ہمایوں کی ناکامی کا سبب بتائیے ۔

II۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجیے ۔

1۔ بابر کے حملے سے پہلے ہندوستان کے کیا سیاسی حالات تھے ؟

2۔ پہلی جنگ پانی پت اور جنگ کھنوا کی کیفیت بیان کیجیے اور ان کی اہمیت کو سمجھائیے ۔

1.8 سفارش کردہ کتابیں

Chopra	*Some aspects of society and culture during the Mughal age*
Edwards	*Mughal Rule in India*
Eshwari Prasad	*A short History of the Muslim Rule in India*
Eshwari Prasad	*Medieval India*
Eshwari Prasad	*Life and Times of Humayun*
Majumdar, R.C.	*The Mughal Empire, Bharatiya Vidya Bhavan Series, volume VII*
Majumdar, Roychoudari & Datta	*Advanced History of India*
Srivatsava, A.C.	*Mughal Empire*

مصنف : شری دی رامچندرا راؤ

مترجم : جناب محمد حبیب اللہ خاں

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

اکائی 2 شیر شاہ اور اس کا نظم و نسق

ساخت

2.0 مقاصد
2.1 تمہید
2.2 ابتدائی سوانح حیات
2.3 ہمایوں سے مقابلہ
2.4 بنگال میں بغاوت کا خاتمہ
2.5 فتوحات
2.6 شیر شاہ کا نظم و نسق
2.6.1 مرکزی حکومت
2.6.1.1 سلطان
2.6.1.2 وزیر
2.6.1.3 عرض ممالک
2.6.1.4 دیوان رسالت
2.6.1.5 دبیر خاص
2.6.2 فوج
2.6.3 آمدنی اور خرچ
2.6.4 مالیاتی نظم و نسق
2.6.5 کاروبار اور تجارت
2.6.6 عدلیہ
2.6.7 پولیس
2.6.8 محکمہ خفیہ
2.6.9 صوبہ جاتی نظم و نسق
2.6.10 سرکار
2.6.11 پرگنہ
2.6.12 دیہات

2.6.13 عہدیداروں کا تبادلہ
2.6.14 سڑکیں اور سرائیں
2.6.15 سکہ یا زر
2.6.16 مغل نظم و نسق کا پیشرو
2.7 عمارتیں
2.8 مذہبی پالیسی
2.9 شیر شاہ کی شخصیت کا جائزہ
2.10 شیر شاہ کے جانشین
2.11 خلاصہ
2.12 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات
2.13 نمونہ امتحانی سوالات
2.14 سفارش کردہ کتابیں

2.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ :

1۔ شیر شاہ کی زندگی سے واقف ہوسکیں۔

2۔ اس نے ہمایوں کو کس طرح شکست دی اور مغل سلطنت کو غائب کرتے ہوئے ہندوستان میں دوسری افغان سلطنت کس طرح قائم کی۔ ان تمام امور کے بارے میں جان کاری حاصل کرسکیں۔

3۔ شیر شاہ کے نظم و نسق کو جان سکیں۔

4۔ ہندوستان میں دوسری افغان سلطنت کے خاتمہ سے آگاہ ہوسکیں۔

2.1 تمہید

سور خاندان کا درمیانی عرصہ یا ہندوستان میں دوسری افغانی سلطنت کا قیام تاریخ ہند میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ 1540ء میں شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی جس کی وجہ سے ہندوستان میں مغل سلطنت عارضی طور پر غائب ہوگئی۔ ایک عظیم فاتح ہونے کے علاوہ شیر شاہ ایک ماہر نظم و نسق بھی تھا۔ اپنی حکومت کی پانچ سالہ مختصر مدت میں اس نے نظم و نسق کے ایک کارکرد نظام کو نشو و نما دیا جو مغل نظم و نسق کی بنیاد بن گیا۔ اگر شیر شاہ چند سال اور زندہ رہتا تو ہندوستان میں مغل سلطنت کا دوبارہ قیام غالباً ممکن نہ ہوتا۔

2.2 ابتدائی سوانح حیات

شیر شاہ 1472 عیسوی میں پیدا ہوا۔ اس کا اصلی نام فرید تھا۔ اس کا دادا ابراہیم سور گھوڑوں کی تجارت کرتا تھا۔ چوں کہ وہ اس کاروبار میں موزوں و مناسب آمدنی حاصل کرنے سے قاصر رہا لہٰذا وہ فوج میں شریک ہوگیا۔ شیر شاہ کا باپ حسن خاں تھا۔ وہ افغانستان سے ہندوستان آیا اور پنجاب میں ہستیناپور کے قریب بجواڑے کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ فرید اسی مقام پر پیدا ہوا تھا۔ فرید حسن خاں کی پہلی بیوی کا بیٹا تھا لیکن وہ اپنے باپ کی مناسب توجہ اور نگرانی سے محروم رہا کیوں کہ حسن خاں اپنی چوتھی بیوی پر فریفتہ تھا۔ 22 سال کی عمر میں فرید کا اپنے باپ سے جھگڑا ہوگیا اور وہ جونپور چلا گیا اور وہاں جمال خاں کے ساتھ رہنے لگا جو کسی زمانے میں اس کے باپ کا آقا تھا۔ یہاں فرید نے عربی، فارسی اور ماضی کے عظیم بادشاہوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا۔ جمال خاں نے جلد ہی فرید اور اس کے باپ کے درمیان مصالحت کرادی۔ اس کے نتیجہ میں بہار کے ضلع شاہ آباد میں سہسرام اور خواص پور کی اپنے باپ کی جاگروں کا فرید خاں کو نائب مقرر کیا گیا۔ اپنے باپ کی جاگیر کا نائب ہونے کے بعد فرید نے ایک ماہر نظم و نسق کی حیثیت سے اپنی واضح قابلیتوں کا اظہار کیا۔ فرید کے کارکرد نظم و نسق کی وجہ سے 1497ء سے 1518ء تک جاگیر سرسبز اور شاداب ہوگئی۔ لیکن اپنی سوتیلی ماں اور بھائیوں کی حسد اور دشمنی کی وجہ سے اپنے باپ کی ہمدردی اور نائب جاگیر کے عہدہ سے محروم ہونا پڑا۔ چناں چہ وہ ایک بااثر امیر دولت خاں لودھی کی مدد سے آگرہ میں ابراہیم لودھی کی ملازمت میں داخل ہوگیا۔ 1520ء میں جب حسن خاں کا انتقال ہوگیا تو ابراہیم لودھی نے فرید کو اس کے باپ کی جاگیر عطا کردی۔ فرید کے سوتیلے بھائی سلیمان خاں نے اپنے آقا محمد خاں کی مدد سے جو چوند کا جاگیردار تھا اپنی جاگیر حاصل کرنے کی کوشش کی۔ سلیمان کو محمد خاں کی تائید کا توڑ کرنے کے لیے فرید نے بہار خاں لوہانی کی ملازمت اختیار کرلی جو جنوبی بہار میں ابراہیم لودھی کا نائب تھا۔ بہار خاں لوہانی کی ملازمت کے زمانے میں فرید نے تلوار کے ایک ہی وار سے شیر کو مارڈالا۔ اس کی اس بہادری پر اس کو شیر خاں کا خطاب ملا۔ 1526ء میں جب ابراہیم لودھی کو پہلی جنگ پانی پت میں شکست ہوگئی تو بہار خاں لوہانی نے سلطان محمد کا لقب اختیار کیا اور جنوبی بہار پر اپنی حکمرانی کا باضابطہ اعلان کردیا۔ فرید 1527ء اور 1528ء کے درمیان 15 مہینوں تک بابر کی ملازمت میں بھی رہا۔ جب کہ وہ سلطان محمد کا اعتماد کھوچکا تھا۔ لیکن وہ دوبارہ سلطان محمد کی ملازمت اختیار کرنے کے لیے بہار واپس ہوا۔ 1528ء میں سلطان محمد کا انتقال ہوگیا اور سلطان کی بیوی نے اپنے لڑکے جلال خاں کے لیے فرید کو نائب مقرر کردیا۔ جلال خاں اپنے باپ کی جگہ جنوبی بہار کا حکمراں بن گیا۔ جلال خاں کے نائب کی حیثیت سے فرید جنوبی بہار کا اصلی حکمران ہوگیا۔ 1529ء میں شیر خاں نے بنگال کے حکمراں نصرت خاں کو شکست دے دی جس نے شیر خاں کے علاقہ پر حملہ کیا تھا۔ جنوبی بہار کے لوہانی امراء نے شیر خاں کے خلاف سازش کی اور اس کے بڑھتے ہوئے اثرات کی وجہ سے اس کو ٹھکانے لگادینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے اور شیر خاں کی طرف سے ایذارسانی کے خوف سے جلال خاں کے ہمراہ بنگال فرار ہوگئے۔ اس طرح تخت شاہی شیر خاں کے لیے کھلا چھوڑ دیا گیا جو 1530ء میں جنوبی بہار کا سلطان بن گیا۔

2.3 ہمایوں سے مقابلہ

شیر خاں نے مغلوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی غرض سے افغانوں کو منظم کیا۔ جب 1532ء میں جنگ دیگروا میں محمد لودھی کو ہمایوں کے ہاتھوں شکست ہوگئی تو شیر خاں افغانوں کا قائد بن گیا اور مغل شہنشاہ ہمایوں کو شکست دے کر افغانوں کی ہندوستان میں بالادستی قائم کرنے کی کوشش کی۔

1532ء میں چنار گڑھ کے مقام پر شیر خاں اور ہمایوں کے درمیان پہلا مقابلہ ہوا۔ ہمایوں نے قلعہ چنار کا محاصرہ کرلیا۔ چار مہینوں کے بعد ہمایوں نے شیر خاں سے صلح کرلی جس نے مغل شہنشاہ کے محدود اقتدار کو تسلیم کرلیا۔ اس کے عوض میں شیر خاں کو چنار گڑھ اپنے قبضے میں رکھنے اور جنوبی بہار پر حکومت کرنے کی اجازت دی گئی۔

1534ء میں بنگال کے محمود شاہ نے جنوبی بہار پر حملہ کیا۔ لیکن شیر خاں نے جنگ سورج گڑھ میں اس کو شکست دی۔ اس کی وجہ سے شیر خاں اور ہمایوں کی دوبارہ مڈبھیڑ ہوگئی۔ 1539ء میں جنگ چوسہ میں شیر خاں نے ہمایوں کو شکست دیدی اور شیر شاہ نے سلطان عادل کا لقب اختیار کیا۔ 1540ء میں شیر شاہ نے بنگال کا الحاق کرلیا۔ اسی سال قنوج کے قریب بلگرام کی جنگ میں شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی اور آگرہ، دہلی، گوالیار اور لاہور کے علاقوں پر قبضہ کرلیا جو مغلوں کے زیر اقتدار تھے۔ اس طرح 1540ء میں شیر شاہ نے مغل سلطنت کی جگہ پر دوسری افغان سلطنت قائم کردی۔

2.4 بنگال میں بغاوت کا خاتمہ

1541ء میں شیر شاہ کے بنگالی گورنر خضر خاں نے بغاوت کردی۔ شیر شاہ بہ ذات خود وہاں پہنچا اور گورنر کو قید کردیا اور آئندہ بغاوتوں کو روکنے کے لیے اقدامات کیے۔

2.5 فتوحات

1543ء میں شیر شاہ نے مالوہ فتح کرلیا جسے شمال اور جنوب کے درمیان بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس وقت قادر شاہ مالوہ کا مالک تھا۔ اس نے شیر شاہ کے سامنے ہتھیار ڈالدیئے اور بعد میں گجرات فرار ہوگیا۔ 1543ء میں شیر شاہ نے مانڈو کی ریاست پر حملہ کیا۔اس کے حکمراں پورن مل کو شکست دی اور رائسین کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اسی سال شیر خان کے جرنل ہیبت خان نیازی نے ملتان اور سندھ کو بھی فتح کرلیا۔ شیر شاہ کو دوسری اہم کامیابی راجپوت حکمراں مالدیو کے مقابلہ میں حاصل ہوئی جو اپنے زمانے کا طاقت ور ترین راجپوت راجہ تھا۔ مالدیو کی شکست کے نتیجہ میں ناگر، اجمیر، جالر، بہار اور جودھپور فتح ہوگئے۔ شیر شاہ نے میواڑ کی راجپوت ریاست پر بھی حملہ کیا جس پر ایک کمزور حکمراں اودے سنگھ کی حکومت تھی۔ اودے سنگھ نے بغیر کسی مزاحمت کے شیر شاہ کی اطاعت قبول کرلی۔ اگرچہ شیر شاہ نے راجستھان میں کئی ریاستوں کو فتح کیا لیکن سوائے مارواڑ اور رائسین کی ریاستوں کے دوسرے علاقوں کا الحاق نہیں کیا۔ جب راجپوت راجاؤں نے اس کی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE IMC LIBRARY Hyderabad-34.

بالادستی کو قبول کرلیا تو شیر شاہ نے انھیں اپنی ریاستوں پر حکومت کرنے کی اجازت دے دی۔ تاہم ان کے طاقتور ا قلعوں کو اپنے زیر تسلط رکھا۔ بندیل کھنڈ میں کالنجر پر قبضہ کرلیا گیا۔ کالنجر کا قلعہ ہندوستان کے مضبوط قلعوں میں شمار کالنجر کے حکمراں کیرت سنگھ نے بڑی قابلیت سے قلعہ کا دفاع کیا۔ قلعہ کو فتح کرنے کے لیے توپ خانہ استعمال جس کے نتیجہ میں ایک دھماکہ ہوا جس میں شیر شاہ سخت جھلس گیا اور 22 مئی 1545ء کو اس کا انتقال ہوگیا۔ لیکن انتقال سے پہلے قلعہ پر قبضہ ہوگیا۔ اس طرح اپنے انتقال سے قبل شیر شاہ قریب قریب کل شمالی ہند کا مالک بن گ ہند میں صرف کشمیر، آسام اور گجرات اس کی سلطنت میں شامل نہیں تھے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ فرید نے اپنی انتظامی قابلیتوں کا اظہار کہاں کیا؟

____

____

2۔ کب اور کس طرح شیر شاہ نے مغل سلطنت کی جگہ پر دوسری افغان سلطنت قائم کی؟

____

____

2.6 شیر شاہ کا نظم و نسق

قانون گو (Qanungo) کے خیال کے مطابق شیر شاہ افغانوں میں سب سے عظیم ماہر نظم و نسق اور فوجی ذہانت کا مالک تھا۔ شیر شاہ کی انتظامی قابلیت کے بارے میں لکھتے ہوئے کین (Keene) نے یہ رائے ظا بھی حکومت نے حتی کہ برطانوی حکومت نے بھی اس قدر زیادہ دانشمندی کا مظاہرہ نہیں کیا جس قدر اس سرپرست نے کیا۔" شیر شاہ ایک دانشمند، انصاف پسند، فیض رساں اور کارکرد ماہر نظم و نسق تھا۔ اس نے نظم و تمام معاملات میں شدید ذاتی دلچسپی سے کام لیا اور اپنی سلطنت میں نظم و نسق کا صحیح و بے داغ نظام قائم کیا۔

2.6.1 مرکزی حکومت

2.6.1.1 سلطان

عہد وسطیٰ کے تمام سلطانوں کی طرح شیر شاہ نے حکومت کے تمام اختیارات اپنے ہاتھوں میں مرکوز کرلیے وزراء کا تقرر کیا جو حکومت کے مختلف محکموں کی نگرانی کرتے تھے لیکن اس کے وزراء کو فیصلہ سازی کے اختیار نہیں تھے۔ وہ شاہی فیصلوں کو صرف روبہ عمل لانے والے حکام تھے۔ شیر شاہ کے عہد میں حسب ذیل اہم وزراء

2.6.1.2 وزیر

وزیر، وزیر مالیات تھا۔ وہ دیوانی وزارت کے محکمہ کا سربراہ ہوتا تھا اور حکومت کی آمدنی اور خرچ کی نگرانی کرتا تھا۔

2.6.1.3 عرض ممالک

عرض ممالک دیوان عرضی کے محکمہ کا سربراہ ہوتا تھا۔ وہ فوج کا نگران وزیر ہوتا تھا۔ وہ فوج کی بھرتی تنظیم اور تنخواہوں کی ادائی کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

2.6.1.4 دیوان رسالت

دیوان رسالت کا نگران وزیر خارجی معاملات کا وزیر ہوتا تھا۔

2.6.1.5 دبیر خاص

دبیر خاص، دیوان انشاء کے محکمہ کا سربراہ ہوتا تھا اور مملکت کی داخلی مراسلت کی نگرانی کرتا تھا۔ شاہی اعلانات اور احکام اسی وزیر کے ذریعے سے بھیجے جاتے تھے۔ ان وزراء کے علاوہ صدر قاضی اعلی ترین جج تھا اور سلطان کے بعد اس کو اونچا مرتبہ حاصل تھا۔ محکمہ خفیہ کا سربراہ برید ممالک ہوتا تھا۔ شیر شاہ کی حکومت میں ان عہدہ داروں کو بھی ایک اہم مقام حاصل تھا۔

2.6.2 فوج

علاء الدین خلجی کی طرح شیر شاہ نے ایک باقاعدہ فوج قائم کی۔ اس کی فوج، پیدل فوج، سوار فوج، ہاتھیوں اور توپ خانہ پر مشتمل تھی۔ سپاہیوں کی فہرست رکھنے کا دستور موجود تھا۔ شیر شاہ کے زمانے میں گھوڑوں کو داغ دینے کے قاعدہ پر عمل کیا جاتا تھا۔ صوبوں کے گورنروں، ماتحت حکمرانوں اور امراء کی اپنی اپنی الگ فوجیں ہوا کرتی تھیں۔ سپاہیوں کو ان کی تنخواہیں نقد ادا کی جاتی تھیں جب کہ عہدہ داروں کو جاگریں عطا کی جاتی تھیں۔

2.6.3 آمدنی اور خرچ

آمدنی کے اصل ذرائع مالگزاری، تجارت پر محصول اور خمس یعنی جنگ سے حاصل ہونے والا 1/5 منافع اخراجات کے اہم مدات میں فوج، جنگیں، دیوانی عملہ کی تنخواہیں اور شاہی گھرانے کا گزارہ شامل تھے۔

2.6.4 مالیاتی نظم و نسق

آمدنی کا اصل ذریعہ مالگزاری تھا۔ شیر شاہ کے مالگزاری نظم و نسق کی بنیاد دو اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ ایک تو یہ اصول کہ کسانوں کی بھلائی پیش نظر رہے اور دوسرے حکومت کو لگاتار باقاعدہ آمدنی ہوتی رہے۔ شیر شاہ کا مالگزاری انتظام عہد وسطی میں بہترین نظام تھا۔ شیر شاہ کے مالگزاری انتظام کی حسب ذیل اہم خصوصیات تھیں۔

1۔ زمین کی پیداوار کی بنیاد پر زمین کی تین زمروں میں درجہ بندی کی گئی۔

2۔ ایک یکساں نظام کے مطابق زمین کی پیمائش کی گئی۔

3۔ پیداوار دولت کا 1/3 بطور محصول وصول کیا جاتا تھا۔

4۔ محصول نقد وصول کیا جاتا تھا لیکن بعض اوقات جنس کی شکل میں ادائی کی بھی اجازت تھی۔

5۔ کسانوں کو جریبانہ (ناظر پیمائش کی فیس) اور محاصلانہ (محصول وصول کرنے والے کی فیس) ادا کرنا پڑتا تھا۔ ان مدات کے تعلق سے پیداوار کا 1/2 2 حصہ وصول کیا جاتا تھا۔

سلطان نے مالگزاری عہدہ داروں کو یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ مالگزاری مقرر کرتے وقت رحم دلی اور فیاضی سے کام لیا جائے اور جب ایک مرتبہ مالگزاری مقرر کردی جائے تو پھر اس کو سختی سے وصول کیا جائے۔ شیر شاہ کا یہ عقیدہ تھا کہ سلطنت کی سرسبزی اور خوشحالی کا دارو مدار کسانوں پر ہوتا ہے چناں چہ اس نے کسانوں کے مفادات کی حفاظت کے لیے کئی اقدامات کیئے۔ اس بات کا خیال رکھا گیا کہ جنگوں کے دوران میں فصلیں تباہ نہ ہونے پائیں اور ظالم عہدہ داروں کو سزائیں دی جائیں۔

2.6.5 کاروبار اور تجارت

شیر شاہ نے کاروبار اور تجارت کی ترقی کے لیے کئی انتظامی اقدامات کیئے۔ مختلف اشیاء پر صرف دو مقامات پر محصول لگایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ تو اس مقام پر جہاں سے اشیاء اس کی سلطنت میں داخل ہوتی تھیں اور اس کے بعد بازار میں جہاں وہ فروخت کی جاتی تھیں وہاں محصول لگایا جاتا تھا۔ سلطنت کے اہم مقامات کو ملانے والی نئی سڑکیں بنائی گئیں اور سفر کے دوران میں تاجروں کی اچھی طرح حفاظت کی گئی۔ اگر دوران سفر کسی تاجر کا انتقال ہوجاتا تو اس کی جائیداد کی حفاظت کی جاتی اور جائیداد اس کے اہل خاندان کو واپس کردی جاتی تھی۔

2.6.6 عدلیہ

سلطان سب سے اعلی عدالتی حاکم تھا۔ سلطان کے بعد سب سے اعلی عدالتی حاکم صدر قاضی ہوتا تھا۔ صدر قاضی کے ماتحت کئی قاضی ہوا کرتے۔ پرگنہ میں منصف کو اور سرکار میں منصف منصفان اور شقدار، شقداران کو بھی عدالتی یا عدلیانہ اختیارات حاصل تھے۔

ایک انصاف پرور حکمراں کی حیثیت سے شیر شاہ کو شہرت حاصل تھی۔ وہ کسی فرق و امتیاز کے بغیر انصاف کرتا تھا۔ مجرموں کو سخت سزائیں دی جاتی تھی خواہ وہ بادشاہ کے رشتہ دار یا امیر و دولت مند ہی کیوں نہ ہوں۔ اس زمانے میں سزائیں سخت ہوتی تھیں۔ قتل، اعضا کی قطع و برید، قید اور کوڑے لگانا جیسی سزائیں مجرموں کو دی جاتی تھیں۔

2.6.7 پولیس

مجرموں کا پتہ لگانے کی ذمہ داری مقامی عہدہ داروں کے سپرد کی گئی۔ اگر کسی دیہات میں مجرم کا پتہ نہیں لگایا جاتا تو دیہی عہدہ دار کو سزا دی جاتی تھی۔ چوریوں سے ہونے والے نقصان کی تلافی دیہی عہدہ داروں سے کرائی جاتی تھی بشرطیکہ وہ چوری کا مال برآمد کرنے میں ناکام ہوجائیں۔ ایک ہمعصر مورخ عباس خاں کا کہنا ہے کہ شیر شاہ کی سلطنت میں پولیس کا نظام اس قدر کارکرد تھا کہ لوگ کسی خوف و خطر کے بغیر زیورات ساتھ لے کر اپنے سفر پر روانہ ہوتے تھے۔ اس نے لکھا کہ ایک بوڑھی اور ناتواں عورت سونے کے زیورات سے بھری ہوئی ٹوکری سر پر اٹھائے سفر پر نکل پڑتی اور کوئی چور یا لٹیرا اس عورت کے قریب نہیں آتا کیوں کہ وہ سزاء سے خوف کھاتے تھے جو شیر شاہ دیا کرتا تھا۔

2.6.8 محکمہ خفیہ

شیر شاہ نے ایک کارگزار جاسوسی نظام قائم کیا۔ تمام اہم مقامات پر جاسوسوں کو مقرر کیا گیا۔ یہ جاسوس شیر شاہ کو اس کی سلطنت میں ہونے والی تمام سرگرمیوں کی اطلاع دیا کرتے تھے۔ خبر رساں بھی جاسوسی کا کام انجام دیتے تھے۔ محکمہ خفیہ کی کارگزاری کی وجہ سے شیر شاہ کو انتظامی اور سیاسی کامیابی میں مدد ملی۔

2.6.9 صوبہ جاتی نظم و نسق

شیر شاہ کے عہد میں صوبوں کے وجود کے تعلق سے تاریخ کے عالموں کے درمیان نزاع پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر قانون گو کا کہنا ہے کہ شیر شاہ کے تحت سرکار نظم و نسق کی سب سے بڑی اکائی تھی اور اس کے دور میں صوبے موجود نہیں تھے۔ لیکن ڈاکٹر پرماتما سرن، ڈاکٹر اے سی سریواستو اور ڈاکٹر پانڈے کا بیان ہے کہ شیر شاہ کے زمانے میں صوبے پائے جاتے تھے جن پر فوجی گورنروں کا تقرر کیا جاتا تھا۔ لاہور، مالوہ اور اجمیر پر گورنروں کو مقرر کیا جاتا تھا۔ شیر شاہ نے صوبوں پر سخت تسلط قائم رکھا تھا اور صوبوں میں کوئی بغاوتیں نہیں ہوئیں سوائے 1541ء کی بنگال کی بغاوت کے جس کو تیزی سے کچل دیا گیا۔

2.6.10 سرکار

ہر صوبہ کو سرکاروں میں تقسیم کیا گیا جنھیں ہم موجودہ اضلاع کے مماثل قرار دے سکتے ہیں۔ ہر ایک سرکار میں

دو اہم عہدہ دار ہوتے تھے ۔ یہ دو عہدہ دار شقدار شقداران اور منصف منصفان تھے ۔ سرکار میں نظم و ضبط کے قیام کی ذمہ داری شقدار شقداران کے سپرد کی گئی ۔ وہ ماتحت افسروں پر نگرانی کرتا تھا اور مالگزاری کی وصولی میں سلطان کی مدد بھی کرتا تھا ۔ وہ اولا فوجی افسر تھا جس کی مدد کے لیے سپاہیوں کی ایک طاقتور امدادی فوج بھی تیار رہتی تھی ۔ منصف منصفان اولا ایک عدالتی افسر ہوتا تھا ۔

2.6.11 پرگنہ

ہر ایک سرکار کی ذیلی تقسیم پرگنوں میں کی گئی ۔ ہر ایک پرگنہ میں ایک شقدار ، ایک امین یا منصف ، ایک خزانہ دار (فوطہ دار) اور دو کارکن ہوا کرتے تھے ۔ شقدار کا یہ فرض تھا کہ وہ پرگنہ میں نظم و ضبط قائم کرے ۔ منصف عدالتی افسر تھا جو زیادہ تر دیوانی مقدمات طے کیا کرتا تھا ۔ دو کارکنوں میں ایک ہندی کا منشی اور دوسرا فارسی کا منشی ہوتا تھا ۔

2.6.12 دیہات

دیہات کا نظم و نسق موروثی عہدہ داروں جیسے چوکیدار اور پٹواری کے ہاتھوں میں ہوتا تھا ۔ دیہی عہدہ دار ، مالگزاری کی وصولی میں اور نظم و ضبط کے قیام میں اعلیٰ افسروں کی اعانت کرتے تھے ۔

2.6.13 عہدہ داروں کا تبادلہ

شیر شاہ نے دو سال میں ایک دفعہ اپنے عہدہ داروں کے تبادلے کا طریقہ رائج کیا ۔ لیکن اس طریقہ کا مقصد عہدہ داروں کی مدد کرنا تھا ۔ اس کا مقصد بد عنوانی کو کم کرنا نہیں تھا ۔

2.6.14 سڑکیں اور سرائیں

شیر شاہ نے نئی سڑکیں بنائیں اور سرائیں (آرام گھر) تعمیر کروائیں ۔ اس کے دور میں چار اہم نئی سڑکیں بچھائی گئیں ۔ جو یہ تھیں ۔

1۔ بنگال کو پنجاب سے ملانے والی سڑک دکن سے لاہور تک براہ دہلی اور آگرہ

2۔ جودھپور اور آگرہ کے درمیان سڑک

3۔ لاہور اور ملتان کے درمیان سڑک

4۔ آگرہ کو برہان پور سے ملانے والی سڑک

یہ سڑکیں سلطنت کی حقیقی شاہ راہیں تھیں ۔ تقریبا 1700 ، سرائیں تعمیر کی گئیں اور سڑکوں کے دونوں جانب سایہ دار اور پھلدار درخت لگوائے گئے ۔

2.6.15 سکہ یا زر

شیر شاہ نے سکہ رائج الوقت میں بھی تبدیلیاں عمل میں لائیں۔ اس نے جو سکہ یا زر کا نظام جاری کیا وہ نہ صرف عہد مغلیہ میں اول سے آخر تک باقی رہا بلکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے دوران میں بھی جاری رہا۔ چاندی کا روپیہ جس کا وزن 180 گرین ہوتا تھا اس میں خالص چاندی کے 175 گرین شامل ہوتے تھے اور موجودہ ہندوستانی روپیہ کی بنیاد شیر شاہ کے اسی سکہ پر رکھی گئی۔

2.6.16 مغل نظم ونسق کا پیشرو

جیسا کہ ڈاکٹر پرماتما سرن نے بتایا کہ شیر شاہ نے نظم ونسق کے میدان میں موجدانہ صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ البتہ وہ مغلیہ نظم ونسق کا پیشرو ضرور تھا۔ مالگزاری نظم ونسق، فوجی نظم ونسق اور مقامی نظم ونسق میں اکبر نے ضروری تبدیلیوں کے ساتھ شیر شاہ کی پالیسیوں کو جاری رکھا۔ ڈاکٹر آر۔ پی۔ ترپاٹھی نے صحیح کہا کہ شیر شاہ نے اکبر کی اعلیٰ روشن خیال پالیسی کے لیے راہ ہموار کی اور وہ اکبر کا پیشرو تھا۔

2.7 عمارتیں

شیر شاہ نے اپنے مختصر سے عہد حکومت میں بعض عمارتیں تعمیر کیں۔ دلی کا پرانا قلعہ اسی کا تعمیر کیا ہوا تھا۔ شیر شاہ کے دور کی سب سے بہترین عمارت بہار میں سہسرام کے مقام پر اس کا اپنا مقبرہ ہے۔ وی۔ اسمتھ نے اس کو سب سے زیادہ خوبصورت اور بہترین نقشہ رکھنے والی عمارتوں میں سے ایک عمارت قرار دیا۔

2.8 مذہبی پالیسی

شیر شاہ ایک سنی مسلمان تھا اور اپنے مذہب کے اصولوں پر عمل کرتا تھا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیر شاہ نے ترکوں اور افغانوں کی مذہبی پالیسی کو جاری و ساری رکھا۔ جنھوں نے دہلی سلطنت پر حکومت کی تھی۔ ان سابقہ بادشاہوں کی طرح شیر شاہ نے اپنی حکومت میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو ملازم رکھا، اور ہندوؤں کے تعلق سے کسی قسم کے تعصب کا مظاہرہ نہیں کیا۔ سہسرام کے مقام پر اس کی زندگی میں تعمیر کیے گئے شیر شاہ کے مقبرے میں فنکاری کی ہندو اور اسلامی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اس کے وسیع المشرب ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ اگرچہ شیر شاہ مذہب کے تعلق سے مسلمان بادشاہوں کے عہد وسطیٰ کے نقطہ نظر سے خالی نہیں تھا لیکن اس کی پالیسیاں کسی مذہبی یا فرقہ وارانہ زاویۂ نگاہ سے پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ اس کا نظریہ کسی قدر اکبر سے ملتا جلتا تھا۔ مگر شیر شاہ اکبر کی طرح فرخدلانہ مذہبی پالیسی کو ترقی دینے سے قاصر رہا۔ جس طرح شیواجی مرہٹہ قوم کا معمار تھا اسی طرح شیر شاہ ہندوستان میں افغان قوم کا معمار تھا۔ لیکن شیواجی کی تشکیل کردہ قوم اس کی موت کے بعد بھی کئی سالوں تک باقی رہی جب کہ شیر شاہ کی افغان قوم اس کی موت کے فوراً بعد غائب ہو گئی۔

ایشوری پرشاد کا کہنا ہے کہ شیر شاہ نے اٹھارویں صدی کے یورپ کے روشن خیال مطلق العنان بادشاہوں کی ذہانت، قابلیت اور جان نثاری کا مظاہرہ کیا۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے شیر شاہ کی تشویش و فکر مہربان جابر حکمرانوں کے نصب العین کی یاد دلاتی تھی اور ایس۔ آر۔ شرما کا خیال ہے کہ "شیر شاہ بابر اور پروشیا کے فریڈرک اعظم کی خوبیوں کا مجموعہ تھا"۔

"شیر شاہ عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی تاریخ میں ممتاز مقام کا مستحق ہے۔ وہ ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جس کا ایک معمولی گھرانے سے تعلق تھا ایک کامیاب فاتح، سلطنت کے بانی اور ایک عظیم ماہر نظم و نسق کے اعلیٰ ترین مقام تک ترقی کرنے کے قابل ہوسکا" ۔

2.9 شیر شاہ کی شخصیت کا جائزہ

عہد وسطیٰ کے ایک عظیم حکمراں کی حیثیت سے شیر شاہ ہندوستان کی تاریخ میں ایک اہم مقام کا حامل ہے۔ وولزے ہیگ نے اس کو ہندوستان کا سب سے عظیم مسلمان حکمراں قرار دیا ہے"۔ لیکن اس رائے سے اتفاق کرنا مشکل ہے کیوں کہ ہندوستان کے سب سے عظیم مسلمان حکمراں کا درجہ پانے کا اکبر کا دعوی لائق ترجیح ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ایل۔ سری واستو نے ایک حکمران کی حیثیت سے شیر شاہ کو اکبر کے بعد دوسرا درجہ دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیر شاہ میں کئی خوبیاں تھیں جو اکبر میں موجود تھیں اور اگر شیر شاہ چند سال اور زندہ رہتا تو عظیم مغلیہ خاندان غالبا ہندوستان میں دوبارہ اقتدار حاصل نہ کرسکتا۔

جے۔ این۔ سرکار اور آر۔ پی۔ ترپاٹھی نے شیر شاہ کا شیواجی سے مقابلہ کیا ہے۔ جے۔ این۔ سرکار نے بتایا کہ شیواجی اور شیر شاہ سیرت و کردار ہی میں یکساں نہیں تھے بلکہ یکساں حالات میں جوان ہوئے تھے۔

2.10 شیر شاہ کے جانشین

شیر شاہ کے جانشین اس کی قائم کی ہوئی افغان سلطنت کو محفوظ رکھنے سے قاصر رہے۔ 1545ء میں شیر شاہ کی موت کے بعد تخت شاہی کے لیے اس کے بیٹوں میں لڑائی ہونے لگی۔ اگرچہ شیر شاہ نے عادل خاں کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا لیکن امراء نے اس کو نامنظور کردیا اور شیر شاہ کا دوسرا بیٹا جلال خاں جانشین ہوا۔ اور اسلام شاہ کا لقب اختیار کیا۔ (1545 تا 1553) اسلام شاہ کا عہد اس کے خلاف بغاوتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو اپنا سارا وقت اور توانائیوں کو اپنے بھائیوں اور دوسروں کے خلاف جو اس کو تخت سے اتار دینا چاہتے تھے لڑائیوں میں صرف کرنا پڑا۔ اگرچہ اسلام شاہ اپنے دشمنوں کو شکست دینے میں اور اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے میں کامیاب رہا لیکن افغان سلطنت ان لڑائیوں کی وجہ سے کمزور ہوگئی۔ 1553ء میں اسلام شاہ کی موت کے بعد سلطنت سور پانچ آزاد بادشاہتوں میں تقسیم ہوگئی۔ جس کے حکمراں آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ ان حالات میں ہمایوں کے لیے ہندوستان میں دوبارہ مغل سلطنت قائم کرنا آسان ہوگیا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3۔ وزیر کی کیا، کیا ذمہ داریاں تھیں؟

4۔ شیر شاہ دو سال میں ایک دفعہ عہدہ داروں کا تبادلہ کیوں کرتا تھا؟

5۔ شیر شاہ کا جانشین کون تھا؟

2.11 خلاصہ

1۔ شیر شاہ نے 1540ء میں ہمایوں کو شکست دی اور دہلی کا حکمراں بن گیا۔ 5 سال تک اس نے حکومت کی ہندوستان میں مغل سلطنت 1540ء سے 1555ء کے درمیان غائب ہوگئی۔

2۔ شیر شاہ ایک عظیم ماہر نظم و نسق تھا۔ اس کے نظم و نسق کا نظام مغلیہ نظم و نسق کی بنیاد بن گیا۔

3۔ شیر شاہ عہد وسطیٰ کے ہندوستان کا سب سے عظیم حکمراں تھا۔ ہندوستان پر حکومت کرنے والا وہ سر افغانی تھا۔

2.12 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ فرید نے سسرام کی جاگیر کے نائب کی حیثیت سے انتظامی قابلیتوں کا اظہار کیا۔

2۔ 1540ء میں قنوج کی جنگ میں ہمایوں کو شکست دے کر مغل سلطنت کی جگہ لے لی۔

3۔ وزیر، وزیر مالیاتی ہوتا تھا جو حکومت کی آمدنی اور خرچ کی نگرانی کرتا تھا۔

4۔ شیر شاہ دو سال میں ایک مرتبہ عہدہ داروں کا تبادلہ کرتا تھا جس کا مقصد عہدہ داروں کی مدد کرنا تھا نہ کہ بدعنو

5۔ جلال خاں جس نے اسلام شاہ کا لقب اختیار کیا شیر شاہ کا جانشین تھا۔

2.13 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ ذیل کے ہر ایک سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے ۔

1۔ شیر شاہ کی زندگی کے حالات بیان کیجیے اور اس نے ہمایوں کو کس طرح شکست دی ، سمجھائیے ۔

2۔ شیر شاہ کے نظم و نسق کی نمایاں خصوصیات کی وضاحت کیجیے ۔ وہ کس طرح مغل نظم و نسق کا پیشرو تھا ؟

3۔ شیر شاہ کے اہم کارہائے نمایاں کیا تھے ؟ ہندوستان کی تاریخ میں اس کے مقام کا اندازہ لگائیے ۔

II۔ ذیل کے ہر ایک سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجیے ۔

1۔ راجپوتوں کے تعلق سے شیر شاہ کی کیا پالیسی تھی ؟

2۔ شیر شاہ کے زمانے میں صوبہ جاتی اور مقامی نظم و نسق کی کیا نمایاں خصوصیات تھیں۔ ؟

3۔ شیر شاہ کے بعد افغان سلطنت کیوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ؟

2.14 سفارش کردہ کتابیں

Qanungo, K.R. — *Sher Shah*

Sharma, L.P. — *The Mughal Empire*

Sharma, S.R. — *The Mughal Empire in India*

Srivatsava, A.L. — *Sher Shah and his successors*

Tripathi, R.P. — *Rise and Fall of the Mughal Empire.*

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU HYDERABAD
Accn. No. BA-011
Date 03-08-2015

اکائی 3 مغلوں کی سیاسی تاریخ اکبر اعظم کے عہد سے

ساخت

3.0 مقاصد

3.1 تمہید

3.2 اکبر 1556 تا 1605

3.2.1 تخت نشینی 1556

3.2.2 1556ء میں ہندوستان کی سیاسی حالت

3.2.3 پانی پت کی دوسری لڑائی 1556

3.2.4 اکبر کی فتوحات

3.2.4.1 گونڈوانہ 1564

3.2.4.2 راجپوت ریاستیں

3.2.4.3 گجرات 1572

3.2.4.4 بنگال 1576

3.2.4.5 میواڑ کے رانا پرتاپ کی شکست

3.2.4.6 کابل، کشمیر، سندھ، بلوچستان، قندھار اور اڑیسہ 1595 تا 1585

3.2.4.7 دکنی فتوحات

3.2.4.7.1 احمد نگر 1600

3.2.4.7.2 خاندیش 1601

3.2.5 اکبر ایک معمار سلطنت اور ایک قومی بادشاہ کی حیثیت میں

3.2.6 اکبر کی راجپوت پالیسی

3.2.6.1 ازدواجی تعلقات

3.2.6.2 اعلیٰ عہدے

3.2.7 مذہبی پالیسی

3.2.7.1 یاتری ٹیکس اور جزیہ کا خاتمہ

3.2.8 سماجی اصلاحات

3.3 جہانگیر 1605 تا 1627

3.3.1 ابتدائی زندگی اور تخت نشینی

3.3.2 اصلاحات

3.3.3 خسرو کی بغاوت 1606

3.3.4 گرو ارجن کو پھانسی

3.3.5 نور جہاں سے شادی

3.3.6 نور جہاں کی سیرت اور شخصیت

3.3.7 نور جہاں کا اثر

3.3.8 جہانگیر کی مہمات اور فتوحات

3.3.8.1 میواڑ کے ساتھ جنگ 1614

3.3.8.2 کانگڑہ کی فتح 1620

3.3.8.3 قندھار کا کھونا 1622

3.3.8.4 دکن، احمد نگر سے جنگ

3.3.9 اہل یوروپ کے ساتھ جہانگیر کے تعلقات

3.3.9.1 پرتگیزی

3.3.9.2 انگریز

3.3.10 خرم کی بغاوت

3.3.11 مہابت خاں کی بغاوت

3.3.12 جہانگیر کا انتقال

3.3.13 جہانگیر کی شخصیت کا جائزہ

3.4 شاہ جہاں 1627 تا 1658

3.4.1 تخت نشینی

3.4.2 ممتاز محل کا انتقال 1631

3.4.3 قحط

3.4.4 دکن کی جنگیں 1631 تا 1636

3.4.4.1 احمد نگر کا الحاق

3.4.4.2 بیجاپور اور گولکنڈہ کی اطاعت گزاری

3.4.5 پرتگیزیوں سے تعلقات

3.4.6 وسط ایشیاء کی پالیسی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34.
IMC LIBRARY

3.4.7 قندہار

3.4.8 تخت نشینی کی جنگ 1657 تا 1658ء

3.5 اورنگ زیب 1658 تا 1707ء

3.5.1 اورنگ زیب کی دوسری تخت نشینی

3.5.2 اس کے دور حکومت کے دو دور

3.5.3 شمالی ہند میں واقعات 1658 تا 1681ء

3.5.3.1 آسام پر حملہ

3.5.3.2 اراکان کی فتح 1666ء

3.5.3.3 شیواجی سے جنگ

3.5.3.4 جاٹ بغاوت 1669ء

3.5.3.5 ست نامی بغاوت 1672ء

3.5.3.6 تیغ بہادر کی شہادت

3.5.3.7 جزیہ کا عائد کیا جانا 1679ء

3.5.3.8 راجپوتوں سے جنگ 1679 تا 1681ء

3.5.4 اورنگ زیب کی دکنی پالیسی

3.5.4.1 بیجاپور اور گولکنڈہ کی فتح

3.5.4.2 مرہٹوں سے جنگ

3.5.4.3 دکن کی مہم کے نتائج

3.5.5 اورنگ زیب کا انتقال 1707ء

3.6 اورنگ زیب کے جانشین

3.7 سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب

3.7.1 اورنگ زیب کی ذمہ داری

3.7.1.1 دکن کی پالیسی

3.7.1.2 مذہبی پالیسی

3.7.1.3 اس کی شخصی خصوصیات

3.7.2 کمزور جانشین

3.7.3 اجنبی سلطنت

3.7.4 مطلق العنان حکومت

3.7.5 جانشینی کے قانون کی عدم موجودگی

MEDIA CENTRE LIBRARY
03-08-2015

3.7.6 امیروں یا نوابوں کا زوال
3.7.7 فوج کی کمزوری
3.7.8 شاہی دربار میں جتھے بندیاں
3.7.9 آزادی
3.7.10 خارجی یا باہری حملے
3.7.11 قابو سے باہر یا ناقابل گرفت سلطنت
3.7.12 بحری طاقت سے غفلت
3.7.13 علاقہ واری طاقتوں جیسے مرہٹوں اور سکھوں کا عروج
3.8 خلاصہ
3.9 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات
3.10 نمونہ امتحانی سوالات
3.11 سفارش کردہ کتابیں

3.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ سے آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ :

- 1556 ء کی دوسری جنگ پانی پت اور سلطنت مغلیہ کے استحکام کے بارے میں جان سکیں۔
- مغل حکمرانوں اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب سے واقف ہوسکیں۔
- مغل حکمرانوں کی مذہبی اور دکنی پالیسیوں کو سمجھ سکیں اور
- سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب سے آگاہ ہوسکیں۔

3.1 تمہید

دوسری جنگ پانی پت میں اپنی فتح و کامیابی سے اکبر نے ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کو استحکام بخشا۔ اکبر کی حکمرانی نے ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کو طاقتور اور مضبوط کردیا جو 1707ء میں اورنگ زیب کی وفات تک پھلتی پھولتی رہی اکبر سے اورنگ زیب تک مغلوں کی تاریخ ان کی مذہبی اور دکنی پالیسیوں اور سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب کا مطالعہ کرنا ہے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-32
IMC LIBRARY

3.2 اکبر

3.2.1 تخت نشینی 1556

ہمایوں اور حمیدہ بانو بیگم کو (ایک ایرانی خاتون جس سے ہمایوں نے اپنی رہ نوردی کے زمانے میں شادی کی تھی) کو 1542ء میں سندھ میں امرکوٹ کے مقام پر اکبر پیدا ہوا۔ جب ہمایوں کا انتقال ہوا تو اکبر کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی اور وہ بیرم خاں کی سرپرستی میں تھا۔ ہمایوں نے اکبر کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے وقت اکبر اپنے اتالیق بیرم خاں کے ساتھ سکندر سور کا پنجاب میں تعاقب کر رہا تھا۔ اکبر کو اپنے باپ کی وفات کی خبر کلانور (ضلع گرداس پور) میں ملی جہاں بیرم خاں نے 14 فروری 1556ء میں اکبر کی تاج پوشی کا جشن منایا اور وہ خود اس کا ولی بن گیا۔ اکبر کا چھوٹا بھائی محمد حکیم حسب روایت کابل کا گورنر مقرر کیا گیا۔

3.2.2 1556ء میں ہندوستان کی سیاسی حالت

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت بڑی حد تک ویسی ہی تھی جیسی کہ 1526ء میں پہلی پانی پت کی جنگ سے پہلے تھی۔ شمالی ہند میں کئی آزاد ریاستیں تھیں۔

جنوب میں بھی کئی آزاد ریاستیں تھیں جس میں الیا رام راج کی حقیقی حکمرانی کے تحت وجئے نگر کی شاندار اور طاقتور سلطنت بھی شامل تھی۔ پنجاب دلی اور آگرہ کے کچھ حصوں پر مغلوں کا قبضہ تھا۔ اکبر کا سوتیلا بھائی مرزا حکیم کابل کا ایک آزاد بادشاہ تھا۔ راجپوت راجاؤں نے اپنی طاقت بڑھالی تھی۔ اس کے علاوہ ہمایوں کے بڑے دشمن شیر شاہ سور کے نمائندے تھے جنھوں نے ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے اتنے ہی طاقتور دعوے پیش کئے جتنے کہ اکبر نے پیش کئے تھے۔

سور خاندان سے تخت شاہی کے دو دعویدار شیر شاہ کے بھتیجے محمد عادل شاہ اور سکندر سور تھے۔ پنجاب میں سکندر سور طاقتور تھا اور اکبر کی تخت نشینی کے وقت بیرم خاں اس کو مغلوب کرنے میں بری طرح مصروف تھا۔ شیر شاہ کا دوسرا بھتیجہ محمد علی وقتی طور پر شیر شاہ کے بیٹے اسلام شاہ کا جانشین بن بیٹھا۔ وہ چنار کی طرف چلا گیا اور اپنے قابل ہندو وزیر ہیمو کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ شمالی ہند میں اس کے مفاد کی حفاظت کرے۔ ہیمو اکبر کا بدترین دشمن ثابت ہوا۔ جیسے ہی ہمایوں کا انتقال ہوا۔ ہیمو نے دلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا اور محمد عادل شاہ یا عدالی کی وفاداری کا جوا اتار پھینکا اور وکرم جیت یعنی وکرمادتیہ کا لقب اختیار کرکے اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کردیا۔

MEDIA CENTRE LIBRARY BA-011 03.08.2015 HYDERABAD

3.2.3 دوسری جنگ پانی پت 1556ء

اس نازک موقع پر بیرم خان اکبر کے لیے طاقت کا ایک مینار ثابت ہوا اور نہایت دلیری سے تھانیسر سے ہوتا ہوا پانی پت کے تاریخی میدان کی طرف آگے بڑھا جہاں تیس سال پہلے بابر نے دلی کے سلطان ابراہیم لودھی کو شکست دی

در اس کو قتل کر دیا تھا۔ پانی پت کے میدان میں 5 نومبر 1556ء کو دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ ہیمو گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس فتح نے اکبر کو دلی اور آگرہ کا مالک و آقا بنادیا اور مغلیہ سلطنت کے دوبار ہموار کردی۔

3.2.4 اکبر کی فتوحات

اکبر ایک بہت بڑا اقتدار پسند بادشاہ تھا اور اپنے آپ کو ہندوستان کا ایک برتر یا فائق حکمران مقصد کے مدنظر اس نے اپنی سلطنت کو توسیع دینے کا کام شروع کیا اور فتوحات کے ایک طویل سلسلہ قوی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، دوسری جنگ پانی پت کے نتیجہ میں دلی اور آگرہ فتح ہوگئے۔ 557 سکندر سور جس نے مانکوٹ میں پناہ لے رکھی تھی، ہتھیار ڈال دیئے اور ہندوستان پر اقتدار اعلیٰ کا سور خا ہوگیا۔ اس کے بعد 1558ء اور 1570ء کے درمیانی عرصہ میں بیرم خاں نے گوالیار، اجمیر اور جونپور فتح ک حدود میں اضافہ کردیا۔

1561ء میں اکبر نے اپنے ہتھیاروں کا رخ مالوہ کی طرف موڑ دیا۔ جس پر افغان سردار باز بہاد مالوہ کی راجدھانی سارنگ پور میں مختصر سی مزاحمت کے بعد باز بہادر نے اکبر کی اطاعت قبول کرلی اور مالوہ 1562ء میں مرتھا کے راجپوت قلعہ پر قبضہ کرلیا گیا۔

3.2.4.1 گونڈوانہ

1564ء میں گونڈوانہ پر چڑھائی کی گئی اور آصف خاں نے اس کو فتح کرلیا۔ موجودہ مدھیہ پر گونڈوانہ کی تشکیل کرتا تھا۔ بہادر راجپوت رانی درگاوتی اپنے بیٹے کے ولی کی حیثیت میں یہاں حکومت کرتی بیرنارائن تھا۔ درگاوتی ایک بہادر، عقل مند اور قابل عورت تھی، اور اس نے اپنے ملک پر قابلیت او حکومت کی۔ جب اکبر کی فوج نے گونڈوانہ پر حملہ کیا تو درگاوتی نے جبلپور کے قریب بہادری سے مقابلہ امیدیں ختم ہوگئیں تو اس نے اپنی عزت و آبرو کو بچانے کے لیے اپنے آپ کو خنجر گھونپ کر خودکشی کر نارائن بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

3.2.4.2 راجپوت ریاستیں

اکبر کی یہ خواہش تھی کہ وہ ہندوستان کا مسلمہ اور بالادست حکمران بن جائے۔ یہی وجہ تھی کہ میں راجپوتانہ کی اہم ریاست میواڑ پر حملہ کردیا۔ چتور میواڑ کی راجدھانی تھی۔ یہاں اودے پور شہر کا بانی اور

سربراہ رانا ادوے سنگھ حکمراں تھا۔ اگرچہ کئی راجپوت سردار اکبر کی اطاعت قبول کر چکے تھے اور جے پور کے راجا بہاری مل نے اپنی سب سے بڑی لڑکی کی شادی اکبر سے کردی تھی لیکن رانا ادوے سنگھ نے اکبر کی اطاعت کرنے سے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے علاوہ رانا نے مالوہ کے باغی سلطان باز بہادر کو اپنے یہاں پناہ دی تھی۔ اس بات کو بہانہ بنا کر اکبر نے بہ نفس نفیس رانا کے خلاف کوچ کیا۔ اکبر کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی جو توپ خانہ کی امدادی فوج سے بہت اچھی طرح آراستہ تھی۔ رانا ادوے سنگھ اکبر کے حملہ کی تاب نہ لاسکا اور قلعہ کی حفاظت کا کام اپنے بہادر سالاروں جے مل اور پتا سنگھ کے حوالے کرکے پہاڑیوں کی طرف نکل گیا۔ جے مل اور پتا سنگھ نے دلیرانہ جنگ کی لیکن انھیں شکست ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ ہوگیا۔ اس واقعہ کے چار سال بعد ادوے سنگھ کی وفات ہوگئی اور اس کے جنگجو بیٹے رانا پرتاب سنگھ نے مغلوں کے خلاف اپنی بے رحمانہ مخالف کاروائیوں کو جاری رکھا۔ لیکن چتوڑ کی قسمت پر مہر لگ گئی اور اپنی تباہی سے پھر کبھی بھی بحال نہیں ہوسکا۔

1569ء میں رنتھمبور اور کالنجر کے حکمرانوں نے اکبر کی اطاعت قبول کرلی۔ 1570ء میں جیسلمیر کے راول اور بیکانیر کے راجا کلیان مل نے اکبر کی فرمانبرداری تسلیم کرلی اور اپنی بیٹیوں کی شادی شہنشاہ سے کردی۔ اس سال ... نے بھی اطاعت قبول کرلی۔ اب اکبر راجپوتانہ کا مالک تھا لیکن اس کو مکمل اقتدار اعلیٰ حاصل نہ ہوسکا۔ راجپوتانہ کا صوبہ شمار کیا گیا جس کا صدر مقام اجمیر تھا۔ سوائے میواڑ کے قبیلوں کے راجپوتوں کے اکثر و بیشتر قبیلوں نے اکبر کی فرمانبرداری تسلیم کرلی۔ اکبر نے راجپوتوں سے محبت، ہمدردی اور مہربانی کا سلوک کیا جس کی وجہ سے اکبر کو راجپوت جنگجو قبیلوں سے رضامند پیرو اور وفادار اور جان نثار سپاہی حاصل ہوگئے۔

3.2.4.3 گجرات 1572

گجرات ایک زرخیز اور مال دار صوبہ تھا اور اس صوبہ میں کئی خوش حال بندر گاہیں تھیں۔ فطری بات تھی کہ اکبر اس صوبہ کے الحاق کے لیے فکر مند تھا۔ مظفر شاہ سوم (1562 تا 1572) گجرات کا برائے نام بادشاہ تھا۔ 1572ء میں اکبر نے گجرات پر حملہ کردیا۔ مظفر نے اطاعت قبول کرلی اور اکبر نے اس کے لیے ایک معمولی سا وظیفہ مقرر کردیا۔ اکبر نے یہاں پہلی مرتبہ سمندر کا نظارہ کیا۔ سورت کا جہاں مرزاؤں نے طاقت پیدا کرلی تھی محاصرہ کرلیا گیا اور 1573ء میں اس پر قبضہ کرلیا گیا۔ گجرات کے الحاق نے اکبر کی سلطنت کی تجارت اور آمدنی میں اضافہ کردیا۔ اسی سال (1573) میں ... کا سردار مغلوں کا جاگیردار ہوگیا۔ 1573ء میں گجرات میں مرزاؤں نے شدید بغاوت کردی۔ اکبر حیرت انگیز تیزی سے نئی بنائی گئی راجدھانی سیکری (آگرہ کے قریب) سے احمد آباد روانہ ہوا اور بغاوت کو کچل دیا۔ 1574 تا 1575ء میں اکبر کے وزیر مال ٹوڈرمل نے گجرات میں مالگزاری کا مستحکم بندوبست کیا۔ بعد میں اسی بندوبست نے پوری سلطنت کے خزانے میں لاکھ روپیے کی آمدنی کا اضافہ کردیا۔ مغل سلطنت کو سمندر تک رسائی حاصل ہوگئی اور اس کی تجارت میں جان آگئی۔ پرتگیزیوں سے ربط و تعلق نے اکبر اور اس کی سلطنت کو کئی کئی طرح سے متاثر کیا۔

3.2.4.4 بنگال 1576

سلیمان کرارانی بنگال کا افغان حکمراں تھا اور اس نے رسماً اکبر کی بالادستی کو تسلیم کرلیا تھا لیکن اس کے بیٹے داؤد خاں نے اکبر کی اطاعت کرنے سے انکار کردیا اور اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ چناں چہ 1574ء میں داؤد خاں کے خلاف فوج کشی کی۔ داؤد خاں کو شکست دی گئی (1575) اور وہ اڑیسہ فرار ہوگیا۔ آخر کار راج محل کے قریب ایک جنگ میں داؤد خاں مارا گیا (1576) اور بنگال سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا۔

3.2.4.5 میواڑ کے رانا پرتاپ کی شکست (1576)

1576ء میں درہ ہلدی گھاٹ (گوگنڈہ شہر کے قریب) کی لڑائی میں راجہ مان سنگھ نے رانا پرتاپ کو شکست دے دی۔ وہ دور دراز جنگلات میں پناہ لینے پر مجبور کردیا گیا۔ گوگنڈہ اور کومل مر کے قلعے مغلوں کے قبضے میں آگئے لیکن 1597ء میں اپنی موت سے قبل رانا نے ان میں سے بیشتر قلعوں کو بازیاب کرلیا۔

3.2.4.6 کابل، کشمیر، سندھ، بلوچستان، قندہار اور اڑیسہ (1585 تا 1595)

1585ء میں اکبر کے سوتیلے بھائی مرزا حکیم والیٔ کابل کا انتقال ہوگیا اور کابل کو مغل سلطنت سے ملحق کرلیا گیا۔ راجا مان سنگھ کو کابل کا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔ اس کے بعد شمال مغربی سرحد کے سرکش قبیلوں کو مغلوب کیا گیا۔ بیربل جنھیں ان قبیلوں کے خلاف بھیجا گیا تھا ایک کارروائی میں مارے گئے۔ 1586ء میں جب اکبر لاہور میں دربار کررہا تھا راجا بھگوان داس نے کشمیر کے سلطان یوسف شاہ کو شکست دی اور کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ کشمیر کو صوبہ کابل کا ایک جزو بنا دیا گیا 1591ء میں سندھ 1592ء میں اڑیسہ، 1595ء میں بلوچستان اور قندہار کو اکبر کی سلطنت میں ضم کرلیا گیا۔

3.2.4.7 دکنی فتوحات

شمالی ہند اور وسط ہند کو مطیع کرنے کے بعد اکبر نے جنوب کی طرف توجہ کی۔ یہاں اس کو موافق موقع مل گیا کیوں کہ دکنی ریاستیں بیجاپور، احمد نگر، گولکنڈہ وغیرہ ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ جنگ تھیں۔ اکبر نے ان ریاستوں کو اپنے ایلچی روانہ کئے اور ان سے اپنی بالادستی کو تسلیم کرلینے کا مطالبہ کیا لیکن ان ریاستوں نے اکبر کے اس مطالبہ کو خوش اخلاقی کے ساتھ ٹال دیا۔ جس پر اکبر کو ہتھیار اٹھانے پڑے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE • MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad

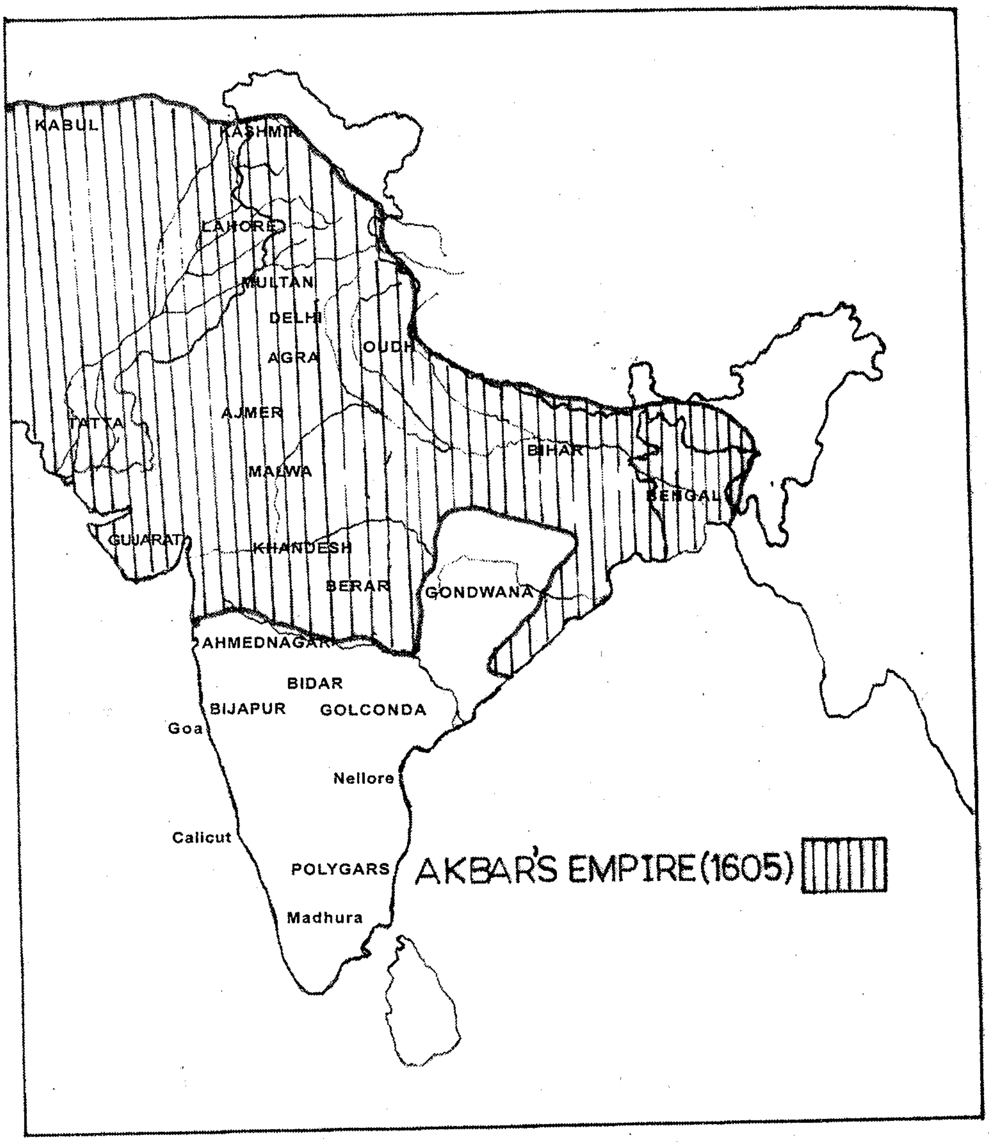

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY MANUU HYDERABAD
Accn. No. BA-011
Date 03.08.2015

3.2.4.7.1 احمد نگر 1600

احمد نگر پر بہادر سلطانہ چاند بی بی کی حکومت تھی۔ سلطانہ ایک نابالغ شاہ کی پھوپھی تھی۔ مراد نے ا
کرلیا لیکن چاند بی بی نے شہر کی اس قدر بہادری سے حفاظت کی کہ مراد کو کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ آخر
چاند بی بی برار حوالے کرنے کے لیے راضی ہو گئی (1595ء)۔ بعد میں درباری سازشوں کی وجہ سے چاند بی
کے ساتھ تصادم میں الجھنا پڑا۔ شہزادہ دانیال نے احمد نگر کا محاصرہ کرلیا لیکن چاند بی بی کو خود اس کے اپنے ا
کردیا۔ اس کی وفات کے بعد شہزادہ دانیال نے 1600ء میں احمد نگر فتح کرلیا اور آخر کا مغل سلطنت
کرلیا گیا۔

3.2.4.7.2 خاندیش 1601

دکن میں اکبر کی فوجی کاروائیاں اس وقت ختم ہوئیں جب کہ اس نے خاندیش میں اسیر گڑھ کے مح
کرلیا۔ یہ قلعہ شمالی ہند سے دکن جانے والے راستے پر واقع تھا اور ایک عظیم فوجی اہمیت کا مالک تھا۔ ایک
محاصرہ کے بعد خاندیش کے افسروں کو رشوت دے کر قلعہ پر قبضہ کرلیا گیا۔ اکبر کی یہ آخری فتح تھی۔
دکن کی فتوحات کو اکبر نے برار، احمد نگر اور خاندیش کے تین صوبوں میں تقسیم کیا اور شہزادہ دانیال کو
وائسرائے یا نائب شاہ مقرر کیا۔

3.2.5 اکبر ایک معمار سلطنت اور ایک قومی بادشاہ کی حیثیت میں

اپنی تخت نشینی کے بیس سال بعد 1576ء میں اکبر کل ہندوستان کا مالک بن گیا جس میں دریائے گو
سندھ کے پورے طاس شامل تھے۔ 1576ء میں اس کی سلطنت بحرہ عرب سے خلیج بنگال اور ہمالیہ سے لے کر
ہوئی تھی۔ اس کے زیر اقتدار ۔۔ علاقوں میں عظیم آبادیاں زرخیز میدان بے شمار صنعتیں تھیں اور وسیع تجارت
جس کی وجہ سے شائد اس کی سلطنت دنیا کی سب سے زیادہ دولت مند سلطنت تھی۔ دکن، اڑیسہ، کشمیر اور قند
سے حصے پر مشتمل اس کی سلطنت میں بعدازاں اضافوں نے اس کی پیوستہ یا اچھی طرح جمی ہوئی سلطنت کو

سلطنت کی اس توسیع کے تعلق سے دو غیر معمولی باتیں تھیں ۔ پہلے تو یہ کہ ہندوؤں کے رضامندانہ تعاون عمل سے یہ توسیع عمل میں لائی گئی ۔ دوسری بات یہ کہ توسیع سلطنت اور باترتیب و باسلیقہ نظم و نسق شانہ بہ شانہ چلتے رہے ۔ اکبر کی پالیسی کا بڑا اہم مقصد ، ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تمام امتیازات کو مٹا کر ایک متحدہ قوم کی تعمیر کرنا تھا ۔ اس پالیسی پر عمل پیرائی کی کوشش میں اکبر نے راجپوتوں کے تعلق سے کئی صلح جویانہ اور ہمدردانہ اقدامات کیئے ۔

3.2.6 اکبر کی راجپوت پالیسی

اکبر کی راجپوت پالیسی "سوچی سمجھی یا جانی بوجھی پالیسی تھی اور روشن خیال مطلب پرستی، قابلیت کے اقرار ، انصاف اور مساوی برتاؤ کے اصولوں پر مبنی تھی ۔" (اے ۔ ایل ۔ سری واستو) اس نے خاص طور پر راجپوتوں کی محبت اور اعتماد اور عام طور پر ہندوؤں کی محبت اور اعتماد حاصل کرنے کی خاطر حسب ذیل اقدامات کیئے ۔

3.2.6.1 ازدواجی تعلقات

اکبر نے راجپوت خاندانوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کیئے ۔ اس نے جئے پور کے راجا بہاری مل کی سب سے بڑی بیٹی سے شادی کی (1562) اور اس طرح جئے پور خاندان شہنشاہ سے وابستہ ہو گیا ۔ بعد میں وہ مریم زمانی کہلائی اور شہزادہ سلیم اسی ملکہ کے بطن سے پیدا ہوا ۔ بعد میں 1570 میں اکبر نے بیکانیر اور جیسلمر کی راجپوت شہزادیوں سے شادی کی ۔ شہزادہ سلیم نے بھی ایک راجپوت شہزادی سے شادی کی جو راجہ بھگوان داس کی بیٹی تھی اور راجہ بھگوان داس مریم زمانی کا بھائی تھا ۔ اکبر اپنے راجپوت رشتہ داروں سے شاہی خاندان کے ارکان کی طرح سلوک کرتا تھا اور انھیں فوج میں اور حکومت کے نظم و نسق میں اونچے مرتبے دیتا تھا ۔

3.2.6.2 اعلیٰ عہدے

راجپوتوں کو اعلیٰ ترین دیوانی اور فوجی عہدے عطا کیئے گئے ۔ راجہ بھگوان داس، مان سنگھ ٹوڈرمل ، بیر بل ، تمام اعلیٰ درجے کے عہدہ دار تھے ۔

3.2.7 مذہبی پالیسی

اکبر نے ہندوؤں کو مذہب کی مکمل آزادی عطا کی تھی ۔ اس کے دور حکومت میں کسی بھی ہندو مندر کو نہ تو تباہ و برباد کیا گیا اور نہ ہی کسی مندر کی بے حرمتی کی گئی ۔ ہندوؤں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لیے اکبر نے بعض دنوں میں جانوروں کے ذبیحہ کو ممنوع قرار دیا ہندو علما کی ہمت افزائی کی گئی اور ہندو مذہبی تہواروں کے آزادانہ انعقاد کی اجازت دی گئی ۔ اکبر بذات خود ہندو تہواروں میں حصہ لیا کرتا تھا ۔ (اکبر کی مذہبی پالیسی سے سبق 4 میں تفصیلی بحث کی گئی ہے)

3.2.7.1 یاتری ٹیکس اور جزیہ کا خاتمہ

1563ء میں اکبر نے ہندو یاتریوں پر عائد کیے جانے والے ٹیکس کو ختم کردیا اور 1564ء میں جزیہ کو یکسر ختم کردیا۔ جزیہ ایک ٹیکس ہے جو ہر غیر مسلم کو مسلم مملکت میں اپنے مذہب پر عمل کرنے کے لیے ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں کے احساسات کہ وہ ان کے اپنے ملک میں اجنبی یا غیر ملکی ہیں کم ہونے لگے

اس پالیسی کے نتائج یہ نکلے کہ تمام ہندو اور خاص طور پر راجپوتوں نے جو ایک عظیم فوجی نسل سے تھے اور سلطنت مغلیہ کے وفادار ملازم ہوگئے تھے مغل سلطنت کی تائید میں خود اپنے لوگوں سے جنگ کی۔

"راجپوت سلطنت مغلیہ کی تلوار اور ڈھال بن گئے تھے۔ اکبر کی راجپوت پالیسی کی وجہ سے مغل شہنشاہوں کو چار نسلوں تک بعض ایسے عظیم ترین کپتانوں اور مدبروں کی خدمات حاصل رہیں جنھیں عہد وسطی کے ہندوستان نے پیدا کیا"۔ (بینی پرساد) جب اورنگ زیب نے اس پالیسی کو تبدیل کردیا تو ہندو بیگانہ ہوگئے اور مغلوں سے کھنچے کھنچے رہنے لگے اور راجپوت اس کے جانی دشمن ہوگئے اور سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوگیا۔

3.2.8 سماجی اصلاحات

اکبر کی رائج کردہ بعض سماجی اصلاحات کا یہاں ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا جن سے اکبر کی وسیع النظری کا پتہ چلتا ہے۔

1۔ بچپن کی شادی ممنوع قرار دی گئی اور زنانہ بچہ کشی کی حوصلہ شکنی کی گئی۔
2۔ ہندو بیواؤں کی دوبارہ شادی کو قانونی صورت دی گئی۔
3۔ ستی کی رسم کو روکنے کی کوشش کی گئیں ان میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔
4۔ کامل مذہبی آزادی عطا کی گئی۔
5۔ جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی ممانعت کردی گئی اور انھیں مذہب اسلام میں لانے سے منع کردیا گیا۔
6۔ یاتری ٹیکس 1563ء میں اور جزیہ 1564ء میں منسوخ کردیا گیا۔ اس کی وجہ سے اس میں شک نہیں کہ سرکاری خزانہ کو بڑا نقصان ہوا لیکن اس عمل سے ہندوؤں کو دلی سکون ہوا۔
7۔ سنسکرت زبان کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کی گئی۔
8۔ بعض مخصوص دنوں میں جانوروں کے ذبیحہ کو ممنوع قرار دیا گیا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ دوسری جنگ پانی پت کیوں اہم ہے؟
2۔ ہلدی گھاٹ کی جنگ کے کیا نتائج نکلے؟
3۔ اکبر کی مذہبی پالیسی کی کوئی دو اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34

3.3 جہانگیر 1605 تا 1627

3.3.1 ابتدائی زندگی اور تخت نشینی

اکبر نے مشہور مسلمان بزرگ شیخ سلیم چشتی سے اولاد کے لیے دعائیں حاصل کیں جس کے بعد 1569ء میں جہانگیر پیدا ہوا۔ لہذا مقدس بزرگ کے احترام میں جہانگیر کا ابتدائی نام سلیم رکھا گیا۔ سلیم کے دو بھائی مراد اور دانیال تھے۔ جن کا اکبر کی زندگی میں انتقال ہوگیا۔ اکبر کے دور حکومت کے آخری سالوں کے دوران سلیم نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی اور اکبر کے با اعتماد رفیق اور ابوالفضل کا قتل کردیا۔ اکبر نے سلیم کے بیٹے خسرو کو اپنا جانشین بنانے کے اپنے منشاء کا اعلان کردیا۔ سلیم نے اپنے باپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اکبر نے اس کو معاف کردیا اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا۔ (1604) اکبر نے 1605ء میں وفات پائی۔ سلیم اکبر کے واحد زندہ بچ رہنے والے بیٹے کی حیثیت سے بادشاہ بن گیا اور نورالدین محمد جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ اس وقت اس کی عمر 36 سال تھی۔

3.3.2 اصلاحات

جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے فوری بعد مفید اصلاحات بطور متعدد احکام جاری کیے۔ یہ بارہ احکام کے نام سے مشہور ہیں۔ ان میں بعض اہم اصلاحات یہ ہیں۔

1۔ وحشیانہ سزاؤں جیسے ناک، کان کاٹ کر جسمانی طور پر ناکارہ بنادینے کو ممنوع قرار دیا گیا۔

2۔ نشہ آور مشروبات اور دواؤں پر امتناع عائد کردیا گیا۔

3۔ کئی عبوری اور درآمد و برآمدی محصولوں کا خاتمہ جیسے تمغا اور میر بہاری

4۔ بعض مخصوص دنوں میں جانوروں کے ذبیحہ پر امتناع

5۔ مفت شفاخانوں کا قیام اور کنوؤں، مسجدوں اور شاہراؤں کے کنارے مسافرخانوں کی تعمیر، انصاف کے انتظام کی خاطر

جہانگیر نے اپنے محل میں سونے کی زنجیر والا ایک گھنٹہ لٹکا رکھا تھا۔ یہ زنجیر عدل تھی جس کو جب کھینچا جاتا تو بادشاہ براہ راست فریادی کی فریاد سنتا تھا۔۔

جہانگیر کے عہد حکومت کے اہم واقعات حسب ذیل ہیں۔

3.3.3 خسرو کی بغاوت 1606

جہانگیر کی تخت نشینی کے چند ماہ بعد اس کے سب سے بڑے لڑکے خسرو نے اپنے ماموں راجا مان سنگھ کی ہمت افزائی سے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کردی۔ خسرو ایک حسین، شریف، روشن خیال اور مقبول عام شہزادہ تھا۔ وہ آگرہ چھوڑ کر لاہور کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ جہانگیر نے خسرو کا سخت تعاقب کیا۔ شاہی افواج نے خسرو کو شکست دی اور خسرو کابل فرار ہوگیا لیکن جب وہ وزیر آباد کے قریب دریائے چناب پار کررہا تھا، گرفتار کرلیا گیا اور قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ نور جہاں کے بہکانے پر شہزادہ خرم (شاہ جہاں) نے 1624ء میں خسرو کو قتل کردیا۔

3.3.4 گرو ارجن کی پھانسی

جب خسرو اپنے باپ سے بھاگ رہا تھا تو گرو ارجن دیو نے اس کی کچھ مالی مدد کی تھی اور اس کے لیے دعائے خیر کی تھی۔ اس بناء پر جہانگیر نے گرو کو جسمانی اذیتیں پہنچائیں اور 1606ء میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ارجن دیو کی شہادت نے سکھوں میں سخت ناراضگی اور بے گانگی پیدا کردی اور وہ سلطنت مغلیہ کے دشمن بن گئے۔

3.3.5 نور جہاں سے شادی

1611ء میں جہانگیر نے ایک خوبصورت ایرانی خاتون نور جہاں سے شادی کرلی۔ اس کا پہلا نام مہرانساء تھا لیکن جہانگیر سے اس کی شادی کے بعد وہ پہلے نور محل اور بعد میں نور جہاں کہلائی۔

نور جہاں ایک ایرانی امیر خراسان کے مرزا غیاث بیگ کی بیٹی تھی۔ غیاث بیگ اپنی قسمت آزمائی کے لیے ہندوستان آیا اور اکبر کے دربار میں داخل ہوکر ترقی کرتا ہوا پہلے تو ایک چھوٹا سا منصبدار اور بعد میں کابل کا دیوان بن گیا۔ جب مہرانساء اکبر کے دربار میں تھی جہانگیر کو اس سے محبت ہوگئی۔ یہ دیکھ کر اکبر نے ایک افغان سردار شیر افگن سے مہرانساء کی شادی کرادی اور اس کو بردوان کا گورنر بنا دیا۔ جہانگیر کی تخت نشینی کے کچھ عرصہ شیر افگن ایک لڑائی میں مارا گیا۔ شیر افگن کی موت کے بعد مہرانساء چار سال تک جہانگیر کی پیش قدمیوں کی مزاحمت کرتی رہی لیکن آخر کار 1611ء میں اس سے شادی کرلی۔ بعد میں بہ حیثیت ملکہ اس کو نور جہاں کا نام دیا گیا۔

3.3.6 نورجہاں کی سیرت اور شخصیت

نور جہاں ایک بہت ہی عقل مند اور باکمال خاتون تھی ۔ وہ غیر معمولی خوبیوں اور صلاحیتوں کی مالک تھی ۔ وہ فارسی ادب اور شاعری کی دلدادہ تھی اور عمدہ اور شاندار کلام کہہ سکتی تھی ۔ وہ قا؛ ہمت اور طاقت کی حامل تھی اور شکاری مہمات میں لطف لیتی تھی ۔ کئی مواقع پر اس نے شیروں کا شکار ک ایک شفیق اور فیاض خاتون تھی ۔ اس نے پانچ سو غریب اور یتیم مسلمان لڑکیوں کی شادی کے اخراجات ک؛ کی تھی ۔ وہ جانثاری کی حدتک جہانگیر کی وفادار تھی اور جہانگیر اس سے پرجوش محبت کرتا تھا ۔ وہ اپنے رشتہ کا بے حد خیال رکھتی تھی ۔ لیکن اس کی سیرت خامیوں سے خالی نہیں تھی ۔ وہ اقتدار کی بھوکی تھی ۔ وہ بہ حوصلہ تھی ۔ وہ انتہائی حاسد تھی اور دوسرے لوگوں کو اقتدار کی سیڑھی پر چڑھتے ہوئے برداشت نہیں کرسکتی تھی.

3.3.7 نورجہاں کا اثر

جہانگیر سے شادی کے فوری بعد نورجہاں جہانگیر پر چھاگئی اور عنان اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے تخت شاہی کے پیچھے وہ حقیقی طاقت بن گئی ۔ سکوں پر اس نے جہانگیر کے نام کے ساتھ اپنا نام کندہ کرا نے اپنے باپ اور بھائی کو اعلیٰ خطابات عطا کیے اور انھیں اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا ۔ اس کے باپ مرزا غیاث کو الدولہ اور اس کے بھائی کو آصف جاہ کے خطابات دیئے گیئے ۔ اس کا سیاسی اثر خراب ثابت ہوا ۔ اس کی جانبدار سیاسی سازشوں کا نتیجہ شہزادہ خرم (شاہ جہاں) اور مشہور جنرل مہابت خان کی بغاوتوں کی صورت میں نکلا ۔ ان ب نے جہانگیر کے عہد حکومت کے آخری سالوں کو تاریک کردیا ۔ جہانگیر نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا " میں اپنی سلطنت کو ایک پیالہ بھر شراب اور ایک قاب بھر شوربہ کے عوض اپنی پیاری ملکہ کے ہاتھوں فروخت کردیا ۔ (آپ بیتی) لیکن اپنے شوہر پر نورجہاں کے فیض رساں اثرات بھی پڑے ، کیوں کہ نورجہاں نے جہانگیر کی خواری ، بے اعتدالی اور ظلم و ستم کی روک تھام بھی کی ۔

جہانگیر کے انتقال کے بعد نور جہاں بے بس و بے اختیار ہوگئی ۔ شاہ جہاں نے اس کے لیے ایک اچ وظیفہ مقرر کردیا اور وہ لاہور میں رہنے لگی ۔ وہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد اٹھارہ سال زندہ رہی ۔ 1645ء میں انتقال ہوا اور لاہور کے قریب شاہ دارا میں اس کو دفن کیا گیا ۔ دنیا کی تاریخ میں بہت کم عورتوں نے جرا ر مدبری کی ماہرانہ خوبیوں کا ایسا مظاہرہ کیا جیسا کہ اس غیر معمولی عورت نے کیا " ۔ (ایشوری پرساد)

3.3.8 جہانگیر کی مہمات اور فتوحات

3.3.8.1 میواڑ کے ساتھ جنگ 1614

مشہور رانا پرتاپ سنگھ کے بیٹے والی میواڑ امر سنگھ نے جہانگیر کی اطاعت کرنے سے انکا کردیا۔ جہانگیر نے اس کے خلاف کئی فوجی مہمات روانہ کیں لیکن اس کو کامیابی نہیں ملی۔ آخر کار 1614ء میں شہزادہ خرم نے اس کو شکست دی۔ اور اس نے اطاعت قبول کرلی۔ تاہم جہانگیر نے امر سنگھ کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کیا۔ امر سنگھ کو دربار شاہی میں شخصی طور پر حاضر ہونے کے لیے مجبور نہیں کیا گیا۔ رانا کے بیٹے کرنا کو شاہی فوج میں ایک اعلیٰ فوجی کمان (منصب) پر مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ جہانگیر نے آگرہ میں حاضرین کی کھڑکی کے نیچے رانا اور اس کے بیٹے کے قد آدم مجسمے نصب کروادیئے اور اس طرح انھیں اعزاز سے نوازا۔ اس طرح جہانگیر نے مغل میواڑ دشمنی کا خاتمہ کردیا۔ وہ اس کامیابی پر بڑا نازاں تھا کیوں کہ اکبر بھی اس ریاست کو مطیع کرنے میں ناکام رہا تھا۔

3.3.8.2 کانگڑہ کی فتح (1620)

1620ء میں شہزادہ خرم نے کانگڑہ فتح کرلیا۔ جہانگیر کو اس فتح پر بھی بڑا ناز تھا کیوں کہ اکبر اس قلعہ کو فتح کرنے میں ناکام رہا تھا

3.3.8.3 قندہار کا کھونا؛ (1620)

اکبر نے قندہار فتح کیا تھا لیکن 1622ء میں شاہ ایران شاہ عباس نے قندہار کو دوبارہ حاصل کرلیا اور مغل سلطنت نے قندہار شہر کو کھودیا۔

3.3.8.4 دکن، احمد نگر سے جنگ

1600ء میں احمد نگر فتح کرلیا گیا تھا لیکن 1610ء میں احمد نگر نے اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ اس آزادی کے تعلق سے احمد نگر کے قابل وزیر ملک عنبر نے اہم رول ادا کیا جس کا تعلق حبشہ سے تھا۔ جہانگیر نے احمد نگر الحاق کرنے کے لیے شہزادہ خرم کو روانہ کیا۔ احمد نگر فتح ہوگیا لیکن مغل وہاں اپنی حکومت قائم نہیں کرسکے۔

3.3.9 اہل یوروپ کے ساتھ جہانگیر کے تعلقات

3.3.9.1 پرتگیزی

ابتداء میں پرتگیزیوں سے جہانگیر کے تعلقات اچھے رہے وہ شہنشاہ پر قابل لحاظ اثر رکھتے تھے ۔ لیکن ان کا یہ اثر زیادہ عرصہ تک قایم نہ رہ سکا ۔ کیوں کہ پرتگیزیوں نے سمندری ڈاکہ کا ارتکاب کیا اور شہنشاہ کی مہربانی سے محروم ہوگئے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہانگیر نے انگریزوں پر کرم فرمائی شروع کردی۔

3.3.9.2 انگریز

ایک انگریز بحری کپتان ولیم ہاکنس جیمس اول کا ایک خط لے کر جہانگیر کے دربار میں پہنچا اور بعض تجارتی مراعات عطا کرنے کی استدعا کی ۔ (1608) ۔ وہ سورت میں ایک تجارتی فیکٹری قایم کرنے کی جہانگیر سے اجازت حاصل کرنے میں کامیاب رہا ۔ لیکن پرتگیزیوں کے سازشوں کی وجہ سے یہ اجازت منسوخ ہوگئی ۔ ایڈورڈز نامی ایک اور انگریز جیمس اول کا خط لے کر پہنچا جس سے شہنشاہ نے اچھی طرح ملاقات کی ۔ ہاکنس اور ایڈورڈز کے ان تجارتی مشن کے بعد سر تھامس رو کی باقاعدہ سفارت آئی ۔

1615ء میں سر تھامس رو آگرہ آپہنچا ۔ وہ ایک قابل اور چالاک سیاست داں تھا ۔ اس کا مقصد انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے بعض مراعات حاصل کرنا تھا ۔ وہ یہاں تین سال رہا اور کچھ مراعات حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا لیکن وہ جہانگیر سے کوئی رسمی معاہدہ نہ کرسکا ۔ سورت میں فیکٹری کھولنے کی انگریزوں نے اجازت حاصل کرلی ۔ سر تھامس رو نے اپنے روزنامچہ میں ہندوستان میں اپنے تجربات کا حال بیان کیا ہے ۔

3.3.10 خرم کی بغاوت

شیر افگن سے نورجہاں کو ایک بیٹی تھی ۔ جس کا نام لاڈلی بیگم تھا ، جس کی شادی جہانگیر کے سب سے چھوٹے بیٹے شہریار سے ہوئی تھی ۔ لہذا نورجہاں سازش کررہی تھی کہ اپنے داماد شہریار کو تخت شاہی کا وارث بنا دیا جائے ۔ یہی سبب تھا کہ خرم (شاہجہاں) نے بغاوت کردی اور آگرہ چل پڑا ۔ لیکن مہابت خاں نے خرم کو شکست دی اور خرم دکن فرار ہوگیا ، اور اپنے قدیم دشمن ملک عنبر سے مل گیا ۔ 1625ء میں شہزادہ خرم نے اپنے باپ کی اطاعت اختیار کرلی اور اپنے دو بیٹوں دارا اور اورنگ زیب کو بطور یرغمال اپنے باپ کے پاس روانہ کردیا اور روہتاس اور اسیر گڑھ کے قلعے جہانگیر کے حوالے کردیئے ۔ لیکن وہ اپنے باپ کی وفات تک دکن ہی میں ٹھہرا رہا ۔

3.3.11 مہابت خان کی بغاوت

مہابت خاں جہانگیر کا مشہور جنرل تھا اور بڑے اثر اور اقتدار کا مالک تھا۔ جب اس کا اثر بڑھنے لگا تو نور جہاں اس سے حسد کرنے لگی۔ اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ مہابت خاں پر غبن کا الزام لگایا گیا اور اس کو جواب دہی کے لیے طلب کیا گیا۔ مہابت خان نے پروانہ طلبی کے آگے سر تسلیم خم کردیا۔ لیکن اس کے اپنے شبہات تھے چناں چہ وہ اپنے ساتھ چار تا پانچ ہزار وفادار راجپوتوں کو ساتھ لے کر گیا اور شہنشاہ کو جب کہ وہ کابل جارہا تھا دریائے جہلم کے کنارے گرفتار کرلیا لیکن کابل میں نور جہاں نے چالاکی سے جہانگیر کو رہا کرالیا اور مہابت خان دکن فرار ہوگیا اور باغی شہزادہ خرم سے مل گیا۔

3.3.12 جہانگیر کا انتقال 1627

آخری زمانے میں جہانگیر پر حادثوں اور رنج و غم کی گھٹا چھا گئی تھی۔ وہ شراب کا عادی تھا اور اپنی زندگی کے آخری سالوں میں دمہ میں مبتلا ہوگیا تھا اس کا دوسرا بیٹا پرویز اس سے پہلے ہی مرگیا جب کہ اس کا تیسرا بیٹا شاہ جہاں اس سے علانیہ باغی ہوگیا تھا۔ 1627ء میں جہانگیر کا انتقال ہوا اور لاہور کے قریب شاہ دارا میں ایک خوبصورت مقبرہ میں اس کو دفن کیا گیا۔

3.3.13 جہانگیر کی شخصیت کا جائزہ

جہانگیر ایک ہمہ گیر عالم تھا، زبانوں، تاریخ، جغرافیہ، طبعیات، مصوری، ڈرائنگ، موسیقی، فن تعمیر اور باغبانی سے دلچسپی تھی۔ وہ ایک اچھا شکاری اور شمشیرباز تھا۔ اس کی مستند آپ بیتی (تزک جہانگیری) اس کے دورِ حکومت کے انیس سالوں کا احاطہ کرتی ہے اور اس میں ہم کو اس کی زندگی کی حیرت انگیز طور پر جیتی جاگتی تصویریں ملتی ہیں۔ ان سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ "تضادات کا مرکب تھا"۔

جہانگیر ایک نہایت ہی عادل حکمراں تھا۔ وہ نہایت ہی فیاض اور خوش مزاج اور نیک دل تھا۔ لیکن کبھی کبھار وہ طیش میں آجاتا تھا اور اس وقت ظالمانہ سزائیں دیا کرتا تھا۔ وہ بلانوش تھا اور اس کو قابل یا لائق بلانوش کہا جاتا ہے۔

وہ باغات اور حسن کا شیدائی تھا۔ اس نے سری نگر کے قریب شالیمار باغ اور نشاط باغ لگائے تھے۔ وہ فن تعمیر میں بھی دلچسپی لیا کرتا تھا۔ سکندرہ میں اکبر کا مقبرہ، آگرہ کے قریب اعتمادالدولہ کا مقبرہ اور لاہور کی عظیم مسجد اس کی مشہور عمارتیں ہیں۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * IMC LIBRARY * Hyderabad-34.

3.4 شاہ جہاں (1627 تا 1658)

3.4.1 تخت نشینی

جب جہانگیر کا انتقال ہوا تو اس کے دو بیٹے خرم (شاہ جہاں) اور شہریار زندہ تھے ۔ شہریار نور جہاں کا داماد تھا ، خرم کی شادی ممتاز محل سے ہوئی جو نور جہاں کے بھائی آصف خاں کی بیٹی تھی ۔ جب جہانگیر کا انتقال ہوا خرم دکن میں تھا ۔ آصف خاں نے جو اپنے داماد کو جہانگیر کے تخت کا وارث بنانا چاہتا تھا ایک تیز رفتار قاصد خرم کے یہاں روانہ کیا ۔ شہریار نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا لیکن آصف خان نے لاہور کے قریب ایک جنگ میں شہریار کو شکست دے دی ۔ اس کو اندھا کر کے قید میں ڈال دیا گیا ۔ خرم فوراً آگرہ پہنچا اور تخت شاہی پر قبضہ کر لیا ۔

3.4.2 ممتاز محل کا انتقال 1631

شاہ جہاں کی چہیتی بیوی ممتاز محل ، نور جہاں کے بھائی آصف خاں کی بیٹی تھی ۔ اس کے بطن سے شاہ جہاں کو 1613 1631ء کے درمیانی سالوں میں آٹھ بیٹے اور چھ بیٹیاں ہوئیں ۔ اس کا اصلی نام ارجمند بیگم تھا اور اس کو نواب عالیہ بیگم یا متبادل طور پر ممتاز محل کا خطاب دیا گیا تھا ۔ وہ بہت ہی دلکش ، پارسا اور نیک خاتون تھی اور بہت ہی باکمال تھی ۔ وہ پوری طرح اپنے شوہر کی وفادار اور جانثار تھی ۔ 1631ء میں برہان پور میں بچے کی ولادت میں اس کا انتقال ہو گیا ۔ اس کی یاد میں شاہ جہاں نے آگرہ میں لاثانی یادگار تاج محل کی تعمیر کی جس کی ابتداء 1632ء میں ہوئی ۔

3.4.3 قحط

شاہ جہاں کے ابتدائی دور حکومت میں (1630 تا 1632) دکن اور گجرات میں ہولناک قحط پھوٹ پڑے ۔ جن کی وجہ سے بھاری جانی نقصان ہوا اور لوگوں کو افسوس ناک مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جیسا کہ ایک انگریز سیاح پٹر منڈی ذکر کرتا ہے ۔ شاہ جہاں نے لوگوں کے مصائب کو کم کرنے کی کوئی مخلصانہ کوشش اور اقدام نہیں کیے ۔ شاہ جہاں کے درباری مورخ عبدالحمید لاہوری نے اس طرح اظہار خیال کیا ہے ۔ " افلاس کی آخر کار اتنی انتہا ہو گئی کہ انسان ایک دوسرے کو بے تحاشا کھانے لگے اور بیٹے کے گوشت کو بیٹے کی محبت پر ترجیح دی جانے لگی " ۔

3.4.4 دکن کی جنگیں 1631 تا 1636

شاہ جہاں نے تخت نشین ہونے کے بعد اکبر اور جہانگیر کی طرح دکن کے الحاق کی پالیسی کا پھر سے آغاز کر دیا وہ اپنی کوششوں میں اچھی طرح کامیاب رہا ۔

شاہ جہاں کی تخت نشینی کے فوری بعد دکن کے گورنر خاں جہاں لودھی نے بغاوت کردی۔ احمد نگر کے سلطان نے اس کی مدد کی۔ لیکن تین سال کے بعد آخر کار اس کو شکست ہوئی، اور 1631ء میں قتل کردیا گیا۔

3.4.4.1 احمد نگر کا الحاق

نظام شاہ والی احمد نگر نے خاں جہاں لودھی کی مدد کی تھی۔ چناں چہ احمد نگر کے خلاف اعلان جنگ کردیا گیا، اور 1633ء میں احمد نگر کا سلطنت مغلیہ سے الحاق کرلیا گیا۔ دو سال بعد شیواجی کے باپ شاہ جی نے احمد نگر کی آزادی کی کوشش کی لیکن یہ کوشش ناکام ثابت ہوئی اور آخر کار 1636ء میں مغلوں نے نظام شاہی سلطنت کو فتح کرلیا۔

3.4.4.2 بیجاپور اور گولکنڈہ کی اطاعت گزاری

احمد نگر کی فتح کے بعد شاہ جہاں نے بیجاپور اور گولکنڈہ کی شیعہ ریاستوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کی بالادستی کو تسلیم کریں اور باقاعدگی سے خراج ادا کریں۔ گولکنڈہ نے سر اطاعت خم کردیا اور خراج کی ادائی سے اتفاق کیا۔ لیکن بیجاپور نے کچھ عرصہ تک اس مطالبہ کی مزاحمت کی۔ چناں چہ مغل فوجوں نے بے رحمی سے ملک میں لوٹ مار کی اور بیجاپور کے سلطان کو بھی شاہ جہاں کی خواہش کے آگے جھک جانا پڑا۔ اب شاہ جہاں نے (1636) اٹھارہ سالہ نوجوان اورنگ زیب کو مغل دکن کا وائسرائے مقرر کیا۔ جو اس وقت خاندیش، برار، تلنگانہ اور دولت آباد پر مشتمل تھا۔
اس کے بعد دکن میں بیس سال تک امن و امان رہا۔ لیکن 1556ء دوبارہ جنگ چھڑ گئی، گولکنڈہ کے سلطان نے اپنے وزیراعظم میر جملہ کے بیٹے کو قید کردیا تھا۔ جس نے ایک نیم آزاد موقف حاصل کرنے کی کوشش کی تھی میر جملہ نے اورنگ زیب سے مدد مانگی۔ اس کے نتیجہ میں جنگ ہوئی اور اورنگ زیب نے گولکنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ میر جملہ کے بیٹے کو رہا کردیا گیا لیکن اس سے زیادہ کچھ حاصل نہ ہوا۔ اسی سال بیجاپور پر حملہ کیا گیا کیوں کہ اس وقت بیجاپور میں اندرونی ہنگامے برپا تھے۔ لیکن اورنگ زیب کو محاصرہ اٹھا دینا پڑا کیوں کہ جانشینی کی جنگ میں حصہ لینے کے لیے اس کو طلب کرلیا گیا۔

3.4.5 پرتگیزیوں سے تعلقات۔ ہگلی کا محاصرہ

پرتگیزیوں نے ہگلی میں اپنی فیکٹری قائم کی تھی۔ یہ لوگ ہندو اور مسلمان بچوں کا اغوا کرتے تھے۔ اور انھیں زبردستی عیسائی بناتے تھے۔ یہ ظالم غلاموں کی تجارت بھی کرتے تھے۔ انھوں نے ممتاز محل کے ساتھ بھی غیر مودبانہ

سلوک کیا تھا، ان کی دو باندیوں کو نظر بند کر دیا تھا۔ شاہ جہاں نے انھیں سزا دینے کا فیصلہ کیا اور بنگال کے گورنر قاسم خاں کو حکم دیا کہ وہ ہگلی کا محاصرہ کر لے (1632) پرتگیزیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا لیکن انھیں شکست ہو گئی۔

3.4.6 وسط ایشیا کی پالیسی۔ قندہار کی مہم

اپنے باپ اور دادا کی طرح شاہ جہاں کی یہ شدید خواہش رہی کہ بدخشاں کے پہاڑی علاقہ پر اور دور دراز صوبہ بلخ پر مکمل اقتدار استعمال کرے جو ہندو کش اور آکسس کے درمیان واقع ہے۔ اگر ممکن ہوتا تو مغل شہنشاہ ماوراالنہد اور اس کے دارالخلافہ سمرقند پر بھی قبضہ کرنے کا خواہش مند تھا۔ یہاں کے ازبک سردار داخلی بغاوتوں کی وجہ سے شاہ جہاں کی مداخلت کے طلب گار تھے۔ 1646ء میں شہزادہ مراد بخش نے علی مردان خاں کے ساتھ مل کر بدخشاں اور بلخ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن 1647ء میں ازبک حکمراں نے ایران کی مدد سے مغلیہ فوجوں کو بلخ کے تخلیہ کے لیے مجبور کر دیا۔

3.4.7 قندہار

شہر قندہار ہندوستان اور ایران کے مابین تجارتی راستہ پر مواقع ہے اور فوجی اہمیت بھی رکھتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ شاہ ایران اور شہنشاہ ہند دونوں کے نزدیک قندہار کی بڑی اہمیت تھی۔ چناں چہ دونوں اس شہر پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ ہمایوں کا چند سال تک اس پر قبضہ رہا۔ 1595ء میں اکبر نے اس کو فتح کر لیا۔ لیکن جہانگیر کے عہد حکومت میں 1622ء میں ایران کے شاہ عباس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ شاہ جہاں اس پر دوبارہ قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ قندہار کا ایرانی گورنر علی مردان اپنے آقا شاہ عباس سے بعض وجوہات سے نامطمئن اور ناخوش تھا۔ چناں چہ 1638ء میں ایک لاکھ روپیے کے عوض میں شہر قندہار کو شاہ جہاں کے سپرد کر دیا اور اس کو شاہ جہاں نے ایک اچھا عہدہ دے دیا۔ لیکن 1649ء میں ایرانیوں نے دوبارہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ شاہ جہاں نے دو مہمات شہزادہ اورنگ زیب (1649 تا 1652ء) اور دوسری مہم 1653ء میں شہزادہ دارا شکوہ کے تحت قندہار کے حصول کے لیے روانہ کیں۔ لیکن کامیابی نہیں ملی۔ ان تین مہمات پر بارہ کروڑ روپیے خرچ ہوئے جو سلطنت مغلیہ کی سالانہ آمدنی کے نصف سے زائد ہوتے تھے۔ مغل سلطنت نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قندہار کو کھو دیا۔ قندہار پر قبضہ کرنے کی کوشش میں ناکامی صاف طور پر ظاہر کرتی تھی کہ مغل فوج کمزور ہو گئی تھی۔ اس کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کا وقار بہت کچھ کم ہو گیا۔

3.4.8 تخت نشینی کی جنگ 1657 تا 1658

ستمبر 1657ء میں شاہ جہاں آگرہ میں سخت بیمار ہوگیا۔ اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال تھی اور خدشہ تھا کہ وہ صحت یاب نہیں ہوگا۔ اس کے بیٹوں میں شاہ جہاں کا سب سے بڑا اور منظور نظر بیٹا دارا شکوہ اس کے ساتھ تھا۔ شجاع بنگال میں تھا۔ اورنگ زیب دکن میں تھا اور مراد سب سے چھوٹا بیٹا گجرات میں تھا۔ چاروں بھائیوں کی کمان میں بڑی بڑی فوجیں تھیں۔ تخت نشینی کی جنگ میں اورنگ زیب نے مئی 1658ء میں جنگ سموگڑھ میں دارا شکوہ کو شکست دی۔

اورنگ زیب نے 8 جون کو آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ اس نے اپنے باپ کو تخت سے اتار دیا اور زندگی بھر کے لیے قید کردیا۔ آٹھ سال بعد 1666ء میں اس کے باپ شاہ جہاں کا انتقال ہوگیا۔ اس قید کے دوران میں شاہ جہاں کی خدمت صرف اس کی بیٹی جہاں آراء کرتی تھی۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے مراد کو دام فریب میں پھانسا اور 1661ء میں گوالیار میں اس کو پھانسی پر چڑھا دینے کا انتظام کردیا۔ جنوری 1659ء میں اورنگ زیب نے الہ آباد کے قریب کھجوا کے مقام پر شجاع کو شکست دی۔ اس کے جنرل میر جملہ نے اراکان تک اس کا تعاقب کیا، اور اس کے بعد اس کے تعلق سے مزید کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ اب باغی دارا کا سرگرمی سے پیچھا کیا گیا اور اس کو درہ بولان کے قریب گرفتار کیا گیا۔ دارا کو چیتھڑوں میں ملبوس ایک مریل ہاتھی پر بٹھایا گیا اور دہلی کی گلیوں میں گھمایا گیا۔ پھر اس کے کافر ہونے کا اعلان کرکے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اُس طرح اورنگ زیب نے اپنے باپ کا تخت حاصل کیا۔

II اپنی معلومات کی جانچ

1۔ جہانگیر کے دو کارہائے نمایاں بیان کیجیے۔

2۔ جہانگیر کے دور حکومت میں نور جہاں کا کیا رول تھا؟

3۔ شاہ جہاں کی دکنی پالیسی کا کیا مقصد تھا؟

4۔ شاہ جہاں کے زمانے میں تخت نشینی کی جنگ کیوں ہوئی؟

MEDIA CENTRE
MIC LIBRARY
Hyderabad

3.5 اورنگ زیب (1658 تا 1707)

3.5.1 اورنگ زیب کی دوسری تخت نشینی

آگرہ اور دہلی پر قبضہ کرنے کے فورا بعد یکم جولائی 1658ء کو اورنگ زیب کی رسمی تخت نشینی عمل میں آئی۔ جون 1659ء میں دوبارہ اس کی رسمی تخت نشینی ہوئی۔ عظیم مغل شہنشاہوں میں وہ آخری شہنشاہ تھا جو عالمگیر کے (فاتح عالم) لقب کے ساتھ تخت شاہی پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر چالیس سال تھی۔ اس نے 1658ء سے 1707ء تک تقریبا پچاس سال حکومت کی۔

3.5.2 اس کے دور حکومت کے دو ادوار

اورنگ زیب کے عہد حکومت کو تقریبا دو مساوی ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جن میں سے ہر ایک دور تقریبا پچیس سال کا ہے۔ 1658ء سے 1681ء تک پہلے دور میں اورنگ زیب شمالی ہند میں جنگ اور سیاسی واقعات میں منہمک رہا اور دکن کی جانب کوئی خاص توجہ نہ کرسکا۔ 1682ء سے 1707ء تک دوسرے دور میں بیجاپور اور گولکنڈہ کی شیعہ ریاستوں اور مرہٹوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنی زندگی کے آخری پچیس سال دکن میں گزار دیئے۔

3.5.3 شمالی ہند میں واقعات 1658 تا 1681

3.5.3.1 آسام پر حملہ 1661 تا 1663

شجاع کے فرار کے بعد میر جملہ کو بنگال کا گورنر مقرر کیا گیا جو ایک نہایت ہی قابل مغل جنرل تھا۔ میر جملہ نے آسام پر حملہ کردیا کیوں کہ کوچ بہار کے راجہ اور آسام کے آہوم بادشاہ نے آسام میں کچھ مغل علاقہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ میر جملہ کچھ عرصہ بعد تھکن اور سردی لگ جانے کے باعث انتقال کرگیا۔ 1681ء میں گوہاٹی ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن کوچ بہار کو ہمیشہ کے لیے ملحق کرلیا گیا۔

3.5.3.2 اراکان کی فتح 1663

میر جملہ کے انتقال کے بعد اورنگ زیب کے ماموں شائستہ خاں کو بنگال کا گورنر مقرر کیا گیا۔ شائستہ خاں نے اراکان پر حملہ کیا اور پرتگیزیوں سے جزیرہ سوندیپ چھین لیا۔ اس نے بحری بیڑے کو مضبوط کیا اراکان کے راجہ کو شکست دی اور ضلع چٹاگانگ کا الحاق کرلیا۔

3.5.3.3 شیواجی سے جنگ 1663 تا 1680

اورنگ زیب کے دور حکومت میں مرہٹے شیواجی کی قابل رہنمائی میں بہت طاقتور ہوگئے۔ شیواجی نے کچھ مغل علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ شائستہ خاں کو دکن کا گورنر بناکر بھیجا گیا تاکہ وہ شیواجی کی خطرناک سرگرمیوں کو لگام دے سکے۔ لیکن شیواجی نے پونہ میں شائستہ خان پر رات میں اچانک حملہ کردیا۔ اپنی تین انگلیوں اور اپنے بیٹے کی جان کا نقصان اٹھاکر شائستہ خاں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا سکا۔ اس کے بعد شہزادہ معظم اور اس کے بعد امبر کے راجہ جئے سنگھ کو شیواجی کے خلاف روانہ کیا گیا۔ جئے سنگھ نے بعض شرائط کے تحت شیواجی کو آگرہ میں اورنگ زیب کے دربار میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ لیکن شیواجی نے آداب دربار شاہی کی پابندی نہیں کی اور اورنگ زیب نے اس کو نظر بند کردیا۔ لیکن شیواجی چالاکی سے فرار ہوگیا اور دکن پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ شیواجی نے مغلوں کے خلاف اپنی جنگوں کو جاری رکھا اور اپنے کئی قلعوں کو بازیاب کرلیا 1680ء میں شیواجی کی وفات ہوئی۔

3.5.3.4 جاٹ بغاوت 1669ء

1669 کے اوائل میں ضلع متھرا کے جاٹ کسانوں نے ایک شخص گوکل کی سرکردگی میں بغاوت کردی اور متھرا کے فوجدار کو قتل کردیا۔ یہ کسان، فوجدار کی ایذارسانی کو برداشت نہیں کرسکے۔ بغاوت کو کچل دیا گیا اور گوکل کو قتل کردیا گیا۔ لیکن جاٹوں نے اورنگ زیب کو اس کے پورے دور حکومت میں تکلیف پہنچانا جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی موت کے بعد بھی جاٹ سلطنت مغلیہ کے لیے خطرہ ثابت ہوئے۔ انھوں نے 1681ء اور 1688ء میں دوبارہ بغاوت کردی۔

3.5.3.5 ست نامی بغاوت 1672

ہندؤں کا ایک فرقہ ست نامی کہلاتا تھا جو دہلی کے قریب نارنل میں رہتا تھا۔ اس فرقہ کی تعداد تقریبا چار اور پانچ ہزار تھی۔ ست نامی مذہبی لوگ تھے لیکن وہ تھوڑی بہت تجارت اور زراعت بھی کرتے تھے۔ 1672ء میں انھوں نے بغاوت کردی کیوں کہ حکومت کے ایک محصول وصول کرنے والے نے اس فرقہ کے ایک شخص کی بے عزتی کی تھی۔ معمولی سی ابتدائی کامیابی کے بعد ست ناسیوں کو شکست دی گئی اور انھیں کچل دیا گیا۔

3.5.3.6 تیغ بہادر کی شہادت 1675

سکھوں کے نویں گرو گرو تیغ بہادر آنند پور صاحب میں رہتے تھے۔ انھوں نے اورنگ زیب کی مخالف ہندو پالیسی کے خلاف احتجاج کیا۔ 1657ء میں ان کو پھانسی دے دی گئی کیوں کہ انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تھا

ان کے بیٹے گرو گووند سنگھ نے سکھوں کی ایک فوجی تنظیم قائیم کی اور اپنی پوری زندگی مغلوں کے خلاف لڑتے رہے ۔ انہ نے بہادری سے مقابلہ کیا اور اپنے چاروں بیٹوں کو قربان کردیا لیکن اپنے آہنی عزم سے کبھی انحراف نہیں کیا۔

3.5.3.7 جزیہ کا عائد کیا جانا 1679

اورنگ زیب ایک کٹر سنی مسلمان تھا۔ چناں چہ 1679ء میں اس نے جزیہ عائد کردیا جس کو اکبر نے 1564ء ختم کردیا تھا۔ ہندؤں نے جزیہ پر اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

3.5.3.8 راجپوتوں سے جنگ 1679 تا 1681

اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے راجپوت مطمئن نہیں تھے اور اورنگ زیب خود بھی راجپوتوں کو دشمن تصور تھا۔ وہ شمال ہند کی اہم راجپوت ریاست مارواڑ کو فتح کرنا چاہتا تھا اور جلد ہی اس کو اس کا موقع مل گیا۔

میواڑ کے راجہ جسونت سنگھ کو اورنگ زیب نے پنجاب کی سرحدوں پر گورنر مقرر کیا تھا۔ 1678ء میں جسو سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ اورنگ زیب نے اس کے شیر خوار بیٹے اجیت سنگھ کو نظر بند کردیا اور جسونت سنگھ کی بیوہ کو بھی دہلی نظر بند کردیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جسونت سنگھ کے دو شیر خوار بیٹوں کی پرورش مسلمانوں کی حیثیت سے کی جائے ۔ لیکن راجپو سردار درگا داس ٹھاکر ان لوگوں کو رہائی دلانے میں کامیاب ہوگیا۔ شہنشاہ کی اس کارروائی سے راجپوت سخت ناراض ہوگئے. علاوہ ازیں 1679ء میں جزیہ دوبارہ عائد کیا گیا۔ جس کی وجہ سے راجپوت اور بھی زیادہ غضبناک ہوگئے ۔ آخر کار راجپو اور مغلوں میں جنگ چھڑ گئی۔

مارواڑ، میواڑ اور دوسری راجپوت ریاستوں کی مشترکہ فوجوں نے ، مغلوں سے لڑائی شروع کی۔ شہنشاہی فوجو قیادت اورنگ زیب کے تین بیٹے کررہے تھے ۔ شاہی فوجوں کو کئی سخت شکستیں ہوئیں ۔ اس کے بعد اورنگ زیب اپنے چوتھے بیٹے اکبر کو راجپوتوں کے خلاف روانہ کیا۔ لیکن اکبر راجپوتوں کی مدد سے تخت شاہی حاصل کرنا چاہتا تھا اور لیے وہ اپنے باپ کو چھوڑ کر راجپوتوں سے جاملا اور اپنے باپ کے خلاف ایک بڑی فوج ساتھ لے کر اجمیر کی طرف بڑھا لی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اورنگ زیب ایک جعلی خط کے ذریعے سے راجپوتوں کو اکبر سے الگ کردینے کامیاب ہوگیا۔ اس خط نے اکبر کی نیک نیتی کے تعلق سے راجپوتوں کے دل میں شبہ کا بیج بودیا۔ راجپوتوں نے بے وف پر شہزادہ اکبر کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ایران فرار ہوگیا۔ آخر کار 1681ء میں میواڑ سے صلح ہوگئی۔ لیکن میواڑ نے اورن زیب کے دور حکومت میں شروع سے آخر تک اپنی جدوجہد برابر جاری رکھی۔ راجپوتوں نے اپنے تجربہ کار قائد درگادا

راٹھور کی قیادت میں تقریبا تیس سال تک گوریلا جنگ جاری رکھی۔ آخر کار 1709ء میں اورنگ زیب کے جانشین بہادر شاہ نے اجیت سنگھ میواڑ کو آزاد حکمران تسلیم کرلیا۔

راجپوت جنگ سلطنت مغلیہ کے لیے بہت ہی نقصان رساں ثابت ہوئی۔ اس کے بعد سے راجپوت سلطنت مغلیہ کے سب سے زیادہ اٹل اور مضبوط دشمن ہوگئے۔ مغل راجپوت اتحاد جو اکبر کے زمانے سے برقرار رہا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اورنگ زیب کو دکن کی جنگیں راجپوتوں کی مکمل مدد کے بغیر لڑنی پڑیں اور یہ چیز نقصان رساں ثابت ہوئی۔

3.5.4 اورنگ زیب کی دکنی پالیسی

راجپوت جنگ کے اختتام کے بعد اورنگ زیب نے اپنی ساری توانائی دکن کو مغلوب کرنے میں لگا دی۔ اس مقصد کے پیش نظر وہ 1682ء میں دکن کے لیے روانہ ہوا اور اپنی زندگی کے آخری 26 سال وہیں گزار دیے۔ اس کی قسمت میں دلی واپس آنا نہیں لکھا تھا۔ دکن کو روانگی میں اس کے تین مقاصد تھے۔

1۔ گولکنڈہ اور بیجاپور کی ریاستوں کا چراغ گل کردینا
2۔ مرہٹوں کی روز افزوں طاقت کو لگام دینا
3۔ اس خطرہ کو دور کرنا جو دکن میں اس کے باغی بیٹے اکبر کی موجودگی سے پیدا ہوگیا تھا۔

3.5.4.1 بیجاپور اور گولکنڈہ کی فتح

اورنگ زیب نے کئی اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے ان ریاستوں کے خلاف جنگ کی۔ یہ اسباب یہ تھے۔

1۔ یہ ریاستیں مرہٹوں کو امداد دے رہی تھیں۔
2۔ ان ریاستوں کے حکمراں شیعہ تھے اور وہ ایک کٹر سنی تھا اور
3۔ اورنگ زیب اپنی سلطنت کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔

اورنگ زیب نے پہلے پہل اپنے بیٹے اعظم کو بیجاپور فتح کرنے کے لیے روانہ کیا لیکن اس کو کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ لہذا اورنگ زیب بہ نفس نفیس وہاں پہنچا اور ایک سال سے زیادہ مدت کے محاصرہ کے بعد بیجاپور کو فاقے دے دے کر ہتھیار ڈال دینے پر 1686ء میں مجبور کردیا۔ اس کے حکمراں سکندر شاہ کو وظیفہ پر ہٹا دیا گیا اور بیجاپور کو مغلیہ سلطنت میں ضم کرلیا گیا۔

1687ء میں گولکنڈہ کا محاصرہ کرلیا گیا۔ یہاں کے بادشاہ ابوالحسن نے ایک ہیرو کی طرح جنگ کی اور اورنگ زیب کی فوج کو بھاری نقصانات پہنچائے۔ بہادر جنرل عبدالرزاق نے نہایت ہی دلیری سے قلعہ کا بچاؤ کیا۔ آخر کار جب کامیابی کی تمام امیدیں ختم ہوگئیں تو اورنگ زیب نے قلعہ کے محافظ کو رشوت دی جس نے ایک رات قلعہ کا دروازہ کھول

دیا۔ عبدالرزاق نے جنگ کی اور ستر زخموں سے چور چور آخری دم تک لڑتا ہوا گر پڑا اور اس کو قیدی بنا لیا گیا۔ ابوالحسن کو وظیفہ دے کر ہٹا دیا گیا اور اس کو قلعہ دولت آباد بھیج دیا گیا۔ گولکنڈہ کا مغلیہ سلطنت سے الحاق کرلیا گیا۔ دکن کی مسلمان ریاستوں کی اس فتح نے مرہٹوں کی طاقت میں اضافہ کردیا جنھوں نے اب مغلیہ علاقوں کی پہلے سے کہیں زیادہ دلیری کے ساتھ لوٹ مار شروع کردی۔

3.5.4.2 دکن کی مہم کے نتائج

دکن کی مہم سلطنت مغلیہ کے لیے نہایت ہی نقصان دہ ثابت ہوئی۔ مسلسل جنگ بازی نے فوج کے ساتھ ساتھ مالی حالت بھی کمزور کردی۔ شمالی ہند میں سکھوں اور جاٹوں نے بغاوت کردی اور صوبوں کے گورنروں نے مرکزی حکومت کی کچھ زیادہ پرواہ نہیں کی۔ نظم و نسق میں کاہلی، ڈھیلاپن اور بدعنوانی پیدا ہوگئی۔ سلطنت اس قدر زیادہ بڑی اور وسیع ہوگئی کہ ایک شخص اس پر قابو نہیں رکھ سکتا تھا اور اورنگ زیب کسی بھی شخص پر اعتماد نہیں کرتا تھا اور شخصی طور پر عظیم سلطنت کے تمام معاملات کی نگرانی کی کوشش کرتا تھا۔ "دکن کے ناسور نے اورنگ زیب کو تباہ و برباد کردیا"۔ (جے۔ سرکار)

3.5.4.3 مرہٹوں سے جنگ: سمبھاجی کو پھانسی

بیجاپور اور گولکنڈہ کو فتح کرنے کے بعد یہ صرف مرہٹہ ریاست تھی جو اورنگ زیب کے کل ہندوستان کے واحد مالک بننے کے راستہ میں رکاوٹ بن گئی تھی۔ چناں چہ اورنگ زیب نے اپنی توجہ کا رخ مرہٹوں کی طرف پھیر دیا اور تقریباً بیس سال تک ان کے ساتھ جنگ بازی میں مصروف رہا اور ان کی قوت کو توڑنے کی کوشش کی لیکن مرہٹوں کے گوریلا طریقہ جنگ کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہوسکا۔

1680ء میں شیواجی کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا سمبھاجی اس کا جانشین ہوا جو بہادر لیکن آوارہ اور بدچلن تھا اس نے کچھ کامیابی کے ساتھ مغلوں سے جنگ کی لیکن 1689ء میں مغلوں نے اس کو گرفتار کرلیا اور پھانسی دے دی۔ رائے گڑھ پر مغلوں نے قبضہ کرلیا جو مرہٹوں کا قلعہ تھا۔ ساہو کو بھی قید کرلیا گیا جو سمبھاجی کا بیٹا تھا اورنگ زیب نے راجہ ساہو کو بطور یرغمال نظر بند کردیا۔ مرہٹہ اقتدار کو بڑا سخت دھچکا لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اورنگ زیب اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے گا لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ بلکہ یہ اس کے زوال کا آغاز ثابت ہوا۔

مرہٹوں نے سمبھاجی کے چھوٹے بھائی راجہ رام کی ماتحتی میں لڑائی برقرار رکھی اور مغلوں کو کافی دق کرتے رہے۔ جب راجہ رام کا 1700ء میں انتقال ہوگیا تو اس کی بیوی تارا بائی نے جو ایک قابل، مستعد اور سرگرم عورت تھی، مرہٹوں کی قیادت سنبھال لی اور کامیابی کے ساتھ جدوجہد کرتی رہی۔

مرہٹوں کے خلاف اورنگ زیب کی طول طویل مہم کی ناکامی کے دو اہم اسباب تھے۔

1۔ مغلیہ فوج نہ صرف کمزور ہوگئی تھی بلکہ آرام طلب اور پوری طرح غیر منظم ہوگئی تھی۔

2۔ مرہٹوں نے گوریلا حکمت عملی اختیار کی اور کھلے میدان میں کبھی بھی لڑائی نہیں کی۔ انھیں ان کے شکستوں سے بہت کم نقصان پہنچا اور ان کی کامیابیوں اور لوٹ مار کی مہمات سے انھیں بہت زیادہ فائدہ پہنچا۔

3.5.5 اورنگ زیب کا انتقال 1707ء

1698ء سے اورنگ زیب کی طویل مہم کو مکمل طور پر ناکام مہم قرار دیا جاسکتا ہے۔ اپنی بہترین کوششوں کے باوجود وہ مرہٹہ طاقت کو کچل نہیں سکا۔ اس کو مایوس تھکاہارا اور دل شکستہ واپس ہونا پڑا اور 21 فبروری 1707ء کو احمد نگر میں اس کا انتقال ہوگیا۔ دولت آباد کے قریب خلد آباد میں ایک معمولی اور سادہ سی قبر میں اس کو دفن کیا گیا۔ اسمتھ نے صحیح کہا ہے۔ " دکن اس کے جسم اور شہرت دونوں کا مزار بن گیا ہے "۔

3.6 اورنگ زیب کے جانشین

اورنگ زیب کی وفات پر اس کے بیٹوں کے درمیان جانشینی کی جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں شہزادہ معظم کامیاب ہوگیا اور بہادر شاہ کا لقب اختیار کرکے تخت شاہی پر بیٹھا۔ وہ شاہ عالم کے نام سے بھی مشہور ہوا۔ وہ ایک 64 سالہ ضعیف، نااہل اور نالائق شخص تھا اور اس کو شاہ بے خبر بھی کہا جاتا تھا۔ اس نے 1707 سے 1712ء تک حکومت کی۔ اس کے بعد جہاندار شاہ (1713) اور فرخ سیر (1713 تا 1719) تخت نشین ہوئے۔ فرخ سیر کے دور حکومت کا سب سے اہم واقعہ یہ تھا کہ سکھوں کے قائد بندہ بہادر کو گرفتار کرکے قتل کردیا گیا۔ دوسرا اہم واقعہ یہ تھا کہ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں ایک سرجن ڈاکٹر ھیملٹن نے فرخ سیر کو ایک بیماری سے تندرست کردیا اور علاج کے عوض میں شہنشاہ نے کمپنی کو بنگال میں محصول ادا کیئے بغیر تجارت کرنے کی اجازت دے دی۔

سید برادروں حسین علی اور عبداللہ نے فرخ سیر کو قتل کردیا اور ایک شخص محمد شاہ کو تخت پر بٹھادیا۔ محمد شاہ کے دور حکومت میں (1719 تا 1748) 1739ء میں نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور سلطنت مغلیہ پر ایک مہلک ضرب لگائی۔ نادر شاہ ایران کا ایک طاقت ور جنگجو بادشاہ تھا۔ یہ بہانہ کرکے کہ محمد شاہ نے اس کی اس درخواست کا احترام نہیں کیا کہ افغانوں کو قندہار سے ہندوستان فرار نہ ہونے دے نادر شاہ نے 1739ء میں ہندوستان پر حملہ کردیا اور بغیر کسی مزاحمت کے کرنال تک آپہنچا۔ اس کے بعد وہ دہلی میں داخل ہوا اور لال قلعہ میں مغلیہ محل پر قبضہ کرلیا۔ جب دہلی کے باشندوں نے نادر شاہ کے چند سپاہیوں کو قتل کردیا تو نادر شاہ غصہ سے پاگل ہوگیا اور اس نے قتل عام کا حکم دے دیا جو آٹھ گھنٹے تک جاری رہا۔ ہزاروں موت کے گھاٹ اتار دیئے گیے اور شہر کو لوٹ لیا گیا۔ کئی خوبصورت

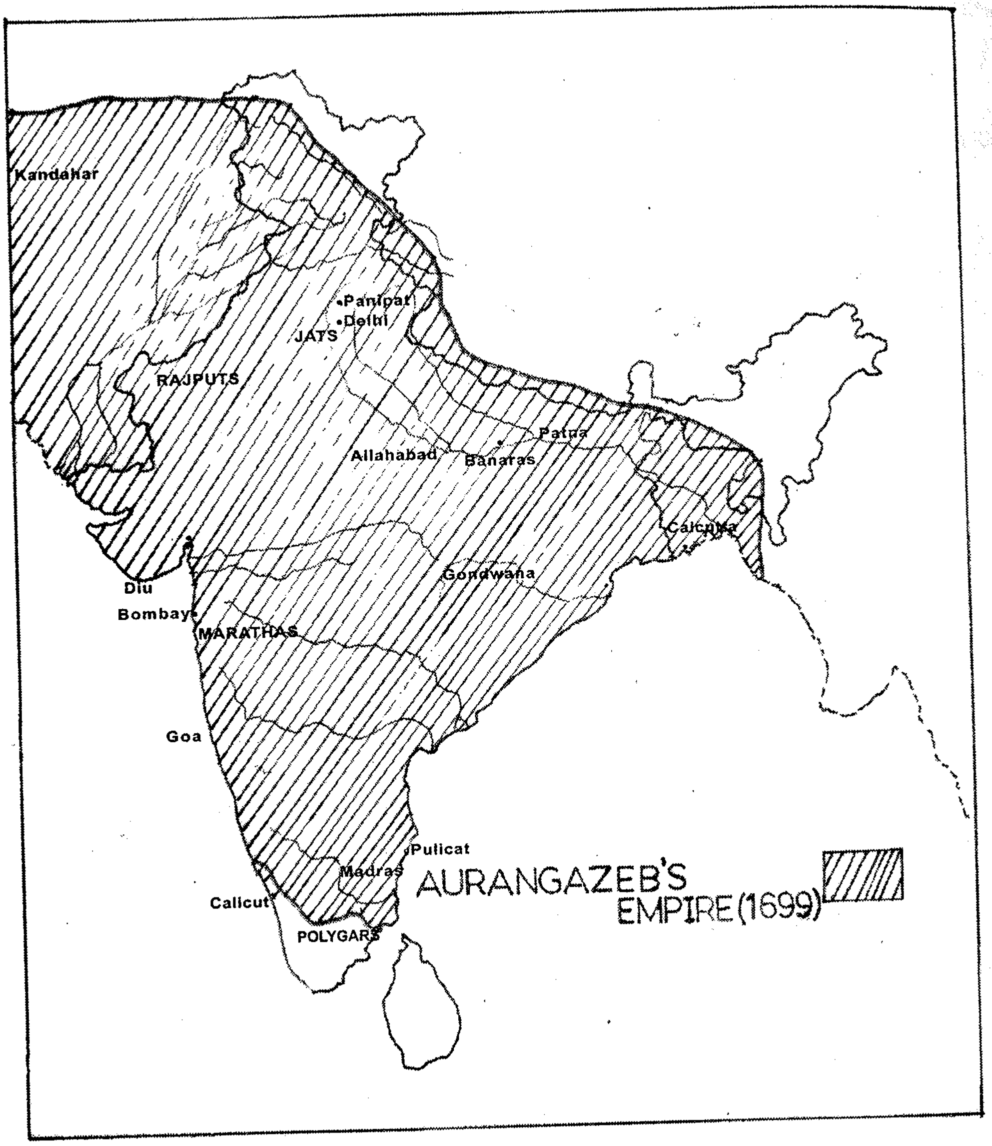
Kandahar
Panipat
Delhi
JATS
RAJPUTS
Patna
Allahabad
Banaras
Calcutta
Gondwana
Diu
Bombay
MARATHAS
Goa
Pulicat
Madras
Calicut
POLYGARS
AURANGAZEB'S EMPIRE (1699)

عمارتیں جلا کر خاکستر کردی گئیں ۔ دہلی میں تقریباً دو ماہ کے قیام کے بعد نادر شاہ ایران واپس ہوگیا ۔ واپسی میں وہ اپنے ساتھ بے حساب دولت لے گیا جس میں کروڑہا روپیے ، مشہور کوہ نور ہیرا ، شاہ جہاں کا تخت طاؤس ، ہزاروں گھوڑے ، اونٹ اور ہاتھی شامل تھے ۔ علاوہ ازیں دریائے سندھ کے پار کے مغلیہ علاقہ کو اس نے اپنی سلطنت میں ضم کرلیا ۔ نادر شاہ کے حملے سے سلطنت مغلیہ زخموں سے چور چور اور مضمحل ہوگئی ۔ کئی آزاد حکومتیں قائم ہوگئیں ۔ علاوہ ازیں مرہٹوں اور سکھوں نے اپنی طاقت کو مستحکم کرلیا ۔ آنے والے زمانے میں مرہٹوں کے عروج کے لیے راستہ صاف ہوگیا ۔

احمد شاہ ، افغانستان کے ابدالی یا درانی قبیلے کا سردار اور نادر شاہ کا قابل ترین جنرل تھا ۔ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ افغان کا ایک آزاد بادشاہ بن گیا ۔ 1748 سے 1767ء تک اس نے ہندوستان پر سات حملے کیئے ۔ اس نے پنجاب پر قبضہ کرلیا اور شہر دہلی کو لوٹ لیا ۔ اس کا اہم ترین حملہ 1761ء کا حملہ تھا ۔ جس میں اس نے تیسری جنگ پانی پت میں مرہٹوں کو شکست دی ۔ احمد شاہ کے حملوں نے پہلے ہی سے کمزور مغلیہ سلطنت کو تباہ و برباد کردیا ۔ ہندو سلطنت کے دوبارہ قیام کے مرہٹہ منصوبے خاک میں مل گئے اور انگریز ہندوستان میں اپنے اقتدار کے قیام کے قابل ہوگیے ۔

مغل بادشاہ محمد شاہ کے جانشین صرف برائے نام بادشاہ تھے ۔ ان میں صرف دو قابل ذکر ہیں ۔ شاہ عالم دوم جس نے انگریزوں کو بنگال ، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی عطا کی اور دوسرے بہادر شاہ دوم جو اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا جس نے 1857ء کی بغاوت میں حصہ لیا تھا اُسے سرکاری قیدی بنا کر رنگون بھیج دیا گیا جہاں 87 سال کی عمر میں 1862ء میں اس کا انتقال ہوگیا ۔

3.7 سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب

3.7.1 اورنگ زیب کی ذمہ داری

سلطنت مغلیہ کا زوال اورنگ زیب کے عہد حکومت میں شروع ہوا جس کی پالیسی اس زوال کی بڑی حد تک ذمہ دار تھی ۔ لیکن اورنگ زیب کی زندگی کے زمانے میں اس کی توانائی اور اس کے وقار نے اس کو تباہی سے بچا رکھا جیسے ہی اس کا انتقال ہوا زوال کے آثار دکھائی دینے لگے ۔ حسب ذیل اہم اسباب تھے ۔

3.7.1.1 اس کی دکن کی پالیسی

اورنگ زیب کی سیاسی غلطی یہ تھی کہ اس نے بیجاپور اور گولکنڈہ کو مغل سلطنت میں ضم کرلیا ۔ دکن میں صرف یہی مسلمان ریاستیں تھیں ۔ یہ ریاستیں مرہٹوں سے ہمیشہ برسرپیکار رہتی تھیں لیکن ان کے الحاق کے بعد مرہٹوں کو آزادی مل گئی ۔ ان ریاستوں کی فوج سے علاحدہ کیے گیے سپاہیوں نے مرہٹہ فوج میں شرکت کرلی ۔

اورنگ زیب کو دکن میں تقریباً 26 سال گزارنے پڑے اور اپنے دارالخلافہ دہلی سے کافی عرصہ تک غائب
اس کی تقدیر میں دہلی واپس ہونا نہیں لکھا تھا ۔ معاملات کا انتظام جو اس کی شخصی نگرانی کا محتاج تھا سست
ڈھیلا ڈھالہ ہوگیا ۔ دکن کی طویل مہمات نے اس کی فوج کو کمزور کردیا اور خزانہ خالی کردیا ۔ تنخواہوں کے بقایوں
محروم ہوجانے کی وجہ سے سپاہیوں نے بغاوت کردی ہر جگہ لا قانونیت پھیل گئی ۔ کوئی شاہراہ محفوظ نہیں تھی ۔
کے گورنروں نے (بنگال کے مرشد قلی خاں کو چھوڑ کر) مرکزی حکومت کو مالگزاری بھیجنے سے انکار کردیا ۔ دکر
ناسور نے اورنگ زیب کو تباہ کردیا ۔

3.7.1.2 اس کی مذہبی پالیسی

اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی مغلیہ زوال کا ایک اہم سبب تھی ۔ وہ ہر چیز کو ایک سنی مسلمان کے نقطہ نظر سے دیکھتا تھا اور
مذہب کو تدبر اور سیاست پر غالب آنے دیا ۔ (ایشوری پرساد) اس نے ہندوؤں پر جزیہ دوبارہ عائد کردیا ۔ اس کی مذہبی پالیسی
ناپسند کرنے لگے ۔ سکھ اور مرہٹے بھی اس کے سخت مخالف ہوگئے ۔ راجپوت جو مغل سلطنت کی تلوار اور ڈھال تھے وہ بھی
مخالفین میں تبدیل ہوگئے ۔ شیعہ بھی ناراض تھے اور ایران سے قابل شیعہ افراد کا ہندوستان آنا اور ملازمت تلاش کرنا بند ہو

3.7.1.3 اس کی شخصی خصوصیات

اورنگ زیب ایک نہایت ہی شکی مزاج آدمی تھا اور حکومت کا کل کام بذات خود انجام دیتا تھا ۔ وہ اپنے جنر
امیروں حتیٰ کہ اپنے بیٹوں پر بھی بھروسہ نہیں کرتا تھا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا ایک بھی بیٹا فن حکومت میں کسی بھی ق
تربیت اور تجربہ حاصل نہ کرسکا ۔ یہ بات سلطنت کے نقصان رساں ثابت ہوئی ۔ جب اورنگ زیب نے آخری سانس
کوئی ایسی شخصیت موجود نہیں تھی جو سلطنت پر قابلیت اور کارکردگی کے ساتھ حکومت کرسکے ۔

3.7.2 کمزور جانشین

اورنگ زیب کے جانشین سید ہے بہادر شاہ اول سے لے کر بہادر شاہ دوم تک سب کے سب غیر مستقل
آرام طلب ، نالائق اور عیاش تھے ۔ وہ اپنے وزیروں کے ہاتھوں میں محض کٹھ پتلیاں بنے ہوئے تھے ۔ اس قسم کا ایک
محمد شاہ رنگیلا تھا ۔ مرکزی حکومت جو حکمراں یا بادشاہ کی شخصیت اور کردار پر منحصر ہوتی تھی اسی وجہ سے نہایت کمزور ہو

3.7.3 اجنبی سلطنت

ہندوستان میں عوام کی اکثریت سلطنت مغلیہ کو ایک اجنبی طاقت تصور کرتی تھی اور بالکل فطری بات تھی کہ وہ اس سلطنت سے کوئی محبت نہیں کرتے تھے ۔ ہندوستان میں فرانسیسی سیاح برنیر نے یہ مشاہدہ کیا " عظیم مغل ہندوستان میں اجنبی ہے "۔ سلطنت مغلیہ کو کوئی عوامی تائید حاصل نہیں تھی ۔ اس کا انحصار اس کی فوجی طاقت پر تھا ۔ چنانچہ جب یہ طاقت کمزور ہوگئی تو سلطنت لڑکھڑانے لگی ۔

3.7.4 مطلق العنان حکومت

نظم و نسق کا مغلیہ نظام مطلق العنان تھا اور اس قسم کی حکومت اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جس وقت تک بادشاہ طاقت ور اور قابل ہو ۔ ایک کمزور حکمراں صرف اپنی تباہی میں تیزی پیدا کردیتا ہے اورنگ زیب کے کمزور جانشین سلطنت کی تباہی میں ممد و معاون ہوئے ۔

3.7.5 جانشینی کے قانون کی عدم موجودگی

مغلوں نے اپنے بیٹوں کے لیے جانشینی کا کوئی معین قانون نہیں چھوڑا ۔ جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے بیٹوں کے درمیان جانشینی کی خوفناک جنگوں نے سلطنت کو بہت کچھ مجروح کردیا اورنگ زیب کی موت کے بعد تیس سال کی مدت تک یہ جنگیں عام ہوگئی تھیں ۔ ان جنگوں میں متعدد شہزادوں، امیروں اور ہزاروں تربیت یافتہ سپاہیوں کو اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونا پڑا ۔

3.7.6 امیروں یا نوابوں کا زوال

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عبدالرحیم، آصف خاں، مہابت خاں، میر جملہ وغیرہ عظیم مدبرین اور سیاست داں تھے ۔ وہ سلطنت مغلیہ کے ستون تھے اور اس کو انھوں نے انتہائی مضبوط اور طاقت ور بنا دیا ۔ لیکن انھوں نے کوئی بیٹا اور یقیناً کوئی پوتا ایسا نہیں چھوڑا جو ان لوگوں کی قابلیت کے نصف کے برابر بھی قابل ہوتا ۔ امراء نوابوں کی زیادہ تر تعداد خود غرضانہ سازشوں میں مصروف رہتی تھی ۔ امیروں کا یہ زوال سلطنت مغلیہ کے زوال کا ایک سبب تھا ۔

3.7.7 فوج کی کمزوری

بے حد و حساب دولت، گرم آب و ہوا اور عیش و عشرت نے مغل فوج کو آرام طلب اور کمزور بنادیا تھا ۔ عہدہ دار پالکیوں میں بیٹھ کر میدان جنگ کو جاتے تھے اور سپاہی اپنی عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے ۔ بابر کے زمانے کی

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU IMC LIBRARY Hyderabad-32

بہادری اور مردانگی ماضی کی داستان بن کر رہ گئی تھی۔ شاہ جہاں کے زمانے میں بھی قابلیت اور کارکردگی کا یہ فقدان اس وقت عیاں ہوگیا جب کہ مغل فوجیں قندہار کو ایرانیوں سے مقابلہ کرکے فتح نہ کرسکیں۔ مغل فوج کی کمزوری کا بڑا سبب یہ تھا کہ شمال مغربی پہاڑیوں اور وسط ایشیا سے مضبوط، طاقتور اور مردانگی سے بھرپور سپاہی ہندوستان آنا چھوڑ دیئے۔ یہ فوجی نااہلیت زوال کا غالباً اصل اور اہم سبب تھی۔

3.7.8 شاہی دربار میں جتھے بندیاں

بعد کے مغلوں کے زمانے میں مسلمان امرا دو جماعتوں میں تقسیم ہوگیے۔ایک تورانی امراء اور دوسرے ایرانی امراء۔ تورانی جماعت ان امراء پر مشتمل تھی جو وسط ایشیا سے آئے تھے اور ان کی زیادہ تر تعداد سنی تھی۔ ایرانی جماعت ان امراء پر مشتمل تھی جو ایران سے آئے اور وہ زیادہ تر شیعہ تھے۔ ان جماعتوں کو ایک دوسرے سے سخت نفرت تھی اور ہر جماعت سلطنت کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر قربان کردیتی تھی۔

3.7.9 صوبوں کی آزادی

اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب کوئی قابل حکمراں تخت نشین نہیں ہوا تو صوبوں کے گورنروں نے اپنی اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ یکے بعد دیگرے صوبے شہنشاہی قابو سے باہر ہوتے گیے۔ بنگال میں علی وردی خاں، اودھ میں سعادت خاں، دکن میں نظام الملک آصف جاہ، روہیلکھنڈ میں روہیلے، آگرہ کے قریب جاٹوں نے محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں اپنی اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ سلطنت مغلیہ ایک چھوٹی سی ریاست میں تبدیل ہوگئی۔

3.7.10 خارجی یا بیرونی حملے

سلطنت کی اس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نادرشاہ نے 1739ء میں ہندوستان پر حملہ کیا اور دریائے سندھ پار کے صوبے اور افغانستان کا الحاق کرلیا۔ وہ اپنے ساتھ بے حد و حساب دولت لے گیا اور سلطنت مغلیہ کو کمزور اور مضمحل چھوڑ گیا۔ اس کے بعد افغان سردار احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر سات حملے کیئے۔ جس کی وجہ سے سلطنت اور زیادہ کمزور ہوگئی۔ ان خارجی حملوں نے مغل خزانے کو ختم کردیا۔ افغانی اور ایرانی حملوں نے سلطنت مغلیہ کو جلد زوال تک پہنچا دیا۔

3.7.11 قابو سے باہر یا ناقابل گرفت سلطنت

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں سلطنت نہایت وسیع اور ناقابل گرفت اور ناقابل انتظام ہوگئی تھی۔ ان دنوں جب کہ ذرائع آمد و رفت اور خبر رسانی ناطمینان بخش تھے اس قدر وسیع سلطنت میں نظم و ضبط قائم کرنا ایک مشکل کام تھا۔ چناں چہ سلطنت کی وسعت اس کی کمزوری کا سبب ثابت ہوئی۔

3.7.12 بحری طاقت سے غفلت

ایک اچھی بحری طاقت کی عدم موجودگی بھی زوال کا ایک سبب تھی۔ ایک اچھی بحری طاقت، بے شک آخر میں زوال کو روک نہیں۔

3.7.13 علاقہ واری طاقتوں جیسے مرہٹوں اور سکھوں کا عروج

مرہٹے اور سکھ بڑی تیزی سے اپنی طاقت بڑھا رہے تھے۔ مرہٹہ طاقت کا دکن سے آغاز ہوا اور وہ شمالی ہند تک پھیل گئی اور سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کرلیا۔ علاوہ ازیں کئی یوروپی اقوام نے بھی ملک میں اپنے قدم مضبوطی سے جمالیے۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغل سلطنت تیز رفتاری سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ 1757ء میں انگریزوں نے جنگ پلاسی جیت لی جو ہندوستان کی فتح کے لیے ایک کلید کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے بعد پچاس سال کے اندر انھوں نے دہلی فتح کرلی۔ (1803) اور مغل شہنشاہ شاہ عالم دوم انگریزوں کا وظیفہ خوار بن گیا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ اورنگ زیب کی دکنی مہمات کے کیا اہم نتائج نکلے ؟

.____.

.____.

.____

2۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر کب حملہ کیا ؟

.____.

.____

.____

3۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے پانچ اہم اسباب بیان کیجیے

.____

____

____

____

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
* Hyderabad-32 *

3.9 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1 دوسری جنگ پانی پت اس لیے اہم ہے کہ اس جنگ میں اکبر کی کامیابی نے سلطنت مغلیہ کو مستحکم کردیا۔

2۔ ہلدی گھاٹ کی جنگ میں اکبر کے جنرل مان سنگھ نے رانا پرتاب کو شکست دے دی لیکن رانا پرتاب نے اکبر کی اطاعت قبول نہیں کی۔ اس نے مغلوں کے خلاف جنگلوں سے لڑائی جاری رکھی۔

3۔ اکبر کی مذہبی پالیسی کا بنیادی خیال تمام مذاہب کا احترام تھا۔ اس نے ہندؤں پر جزیہ اور ٹیکس اور زائر ٹیکس کو موقوف کردیا۔ اس نے ایک نیا مذہب دین الٰہی قائم کیا۔

4۔ جہانگیر کی ایک اہم کامیابی یہ تھی کہ اس نے میواڑ کے ساتھ مغلوں کے تصادم کو ختم کردیا جس پر اکبر کے زمانے میں رانا پرتاب کی حکومت تھی۔ راناپرتاب کا بیٹا امر سنگھ نے جہانگیر کی اطاعت تسلیم کرلی اور جہانگیر نے اس کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کیا۔ جہانگیر کی دوسری اہم کامیابی سلطنت مغلیہ میں عادلانہ نظم و نسق کا قیام تھا۔ کوئی بھی شخص جو محسوس کرتا کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی تو وہ ناانصافی کو دور کرنے کے لیے شہنشاہ سے براہ راست نمائندگی کرسکتا تھا۔

5۔ نور جہاں نے جس کے ساتھ جہانگیر نے 1611ء میں شادی کی جہانگیر کے دور میں حاکمانہ رول ادا کیا، نور جہاں تخت شاہی کے پیچھے حقیقی طاقت تھی۔

6۔ شاہ جہاں کی دکنی پالیسی کا مقصد دکن کی شاہی حکومتوں کو مغل اقتدار اعلا کے تحت لانا تھا۔ شاہ جہاں اس بات سے مطمئن تھا کہ گولکنڈہ اور بیجاپور کے سلطانوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔ چناں چہ اس نے ان ریاستوں کا مغل سلطنت سے الحاق نہیں کیا۔

7۔ شاہ جہاں کے عہد میں جنگ تخت نشینی کا آغاز ہوا کیوں کہ شاہ جہاں کا تیسرا بیٹا اورنگ زیب مغل تخت شاہی کا وارث بننا چاہتا تھا۔ اس کے اس خوف نے کہ شہنشاہ جانشینی کی کاروائی میں اپنے سب سے بڑے بیٹے داراشکوہ کی تائید کرے گا، اس کو جنگ شروع کرنے پر آمادہ کیا۔

8۔ اورنگ زیب کی دکنی پالیسی سلطنت مغلیہ کے زوال کا ایک اہم سبب تھی۔ جیسا کہ جے۔ این۔ سرکار کا خیال ہے کہ "دکنی ناسور نے اورنگ زیب کو تباہ کردیا"۔ اس کی دکنی پالیسی نے فوج کو سخت تھکادیا اور خزانہ خالی کردیا۔

9۔ نادرشاہ نے 1739ء میں ہندوستان پر حملہ کیا۔ احمد شاہ ابدالی نے 1748ء اور 1767ء کے درمیان ہندستان پر سات بار حملہ کیا۔ اس کا سب سے اہم حملہ 1761ء میں ہوا جب کہ اس نے مرہٹوں کو تیسری جنگ پانی پت میں شکست دی۔

10۔ اورنگ زیب کی مذہبی اور دکنی پالیسیاں مغل سلطنت کی معاشی حالت میں گراوٹ، مرہٹوں کا خطرہ، خارجی حملے اور اورنگ زیب کے کمزور جانشین، سلطنت مغلیہ کے زوال کے اصل ذمہ دار تھے۔

خلاصہ

1۔ اکبر نے 1556ء میں دوسری جنگ پانی پت میں اپنی فتح اور اپنی دیگر فتوحات اور مذہبی پالیسی سے ہندوستان میں مغل سلطنت کو مستحکم کیا۔

2۔ جہانگیر کے دور حکومت میں نور جہاں نے ایک اہم اور نمایاں رول ادا کیا۔ ولیم ہاکنس اور تھامس رو ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے بعض مراعات حاصل کرسکے۔

3۔ شاہ جہاں کا دور حکومت (1627 تا 1658) مغلیہ تاریخ میں ایک اہم دور ہے۔ اس نے بیجاپور اور گولکنڈہ پر مغل بالادستی قائم کردی۔

4۔ اورنگ زیب جنگ جانشینی میں اپنے تینوں بھائیوں کو شکست دے کر مغل تخت کا وارث بنا۔ اس نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کرلیا لیکن اس کی دکنی اور مذہبی پالیسیوں نے سلطنت مغلیہ کے زوال کی راہ ہموار کی۔

5۔ کئی اسباب جیسے معیشت میں گراوٹ، اورنگ زیب کے کمزور جانشین، نادرشاہ اور ابدالی کے خارجی حملے، مرہٹوں کا خطرہ، سلطنتِ مغلیہ کے زوال کا باعث ہوئے۔

3.10 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ حسب ذیل سوالات کا تیس (30) سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ بہ حیثیت ایک حکمراں ہمایوں کی ناکامی کا سبب بتائیے۔ اس کے کردار کے نقائص کس طرح اس کی ناکامی کے ذمہ دار ہیں؟

2۔ "اکبر مغلیہ سلطنت کا حقیقی بانی ہے"۔ بحث کیجیے۔

3۔ "اکبر راجپوت آزادی کا پہلا کامیاب فاتح ہے" (ٹاڈ) اس بیان کی روشنی میں اکبر کی راجپوت پالیسی سے بحث کیجیے۔

4۔ شاہ جہاں کا عہد حکومت فن تعمیر اور فن کاری میں سنہری دور سمجھا جاتا ہے، تشریح کیجیے۔

5۔ اورنگ زیب کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کی نمایاں خصوصیات کی تنقیدی جانچ پڑتال کیجیے۔

6۔ اورنگ زیب کے بعد سلطنت مغلیہ کے زوال اور انتشار کے اسباب کو مختصرا بیان کیجیے۔

II۔ حسب ذیل سوالات کا پندرہ سطروں میں جواب دیجیے

1۔ آپ کے خیال میں ہمایوں کی ناکامی کے کیا اسباب ہیں؟

2۔ "اکبر ہندوستانی قوم پرستی کا بانی مبانی تھا"۔ بحث کیجیے۔

3۔ جہانگیر کی شخصیت کا اندازہ لگائیے۔ اس کی پالیسیوں پر نور جہاں کے اثرات کی کیا نوعیت تھی۔

4۔ جہانگیر کے اہل یوروپ سے تعلقات پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

5۔ اورنگ زیب کی دکنی پالیسی کے نتائج کا تنقیدی جائزہ لیجیے۔

6۔ اورنگ زیب کی راجپوت پالیسی کی قدر و قیمت کا اندازہ کیجیے۔

7۔ مغلوں اور سکھوں کے درمیان کس قسم کے تعلقات پائے جاتے تھے۔ بحث کیجیے۔

8۔ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کی اہمیت کو سمجھائیے۔

3.11 سفارش کردہ کتابیں

Beni Prasad	*History of Jahangir*
Chopra	*Some Aspects of Society & Culture during the Mughal Age*
Edwards & Garret	*Mughal Rule in India*
Irfan Habib	*The Agrarian system of Mughal India*
Irwin William	*Later Mughals*
Iswari Prasad	*A Short History of the Muslim Rule in India*
Iswari Prasad	*Medieval India*
Iswari Prasad	*Life and Times of Humayun*
Karim	*Society and Culture in Medieval India*
Majumdar R.C.(ED)	*The Mughal Empire, Bharatiya Vidya Bhavan Series, Vol VII*
Majumdar, R.C.Ray Chaudhari & Datta	*Advanced History of India*
Moreland, H.	*India at the Death of Akbar*
Moreland, H.	*The Agrarian System of Muslim India*
Moreland, H.	*From Akbar to Aurangazeb - A Study in Indian Economic History*
Perceival Spear	*Twilight of the Mughals*
Qureshi, I.H.	*Administration of the Mughal Empire*
Roy Chaudary	*Economic, Social and Cultural History of India*
Satish Chandra	*Parties and Politics in the Mughal Court*
Smith, V.A.	*Akbar, the Great Mughal*
Srivastav, A.L.	*Mughal Empire*
Tripati, R.P.	*Some Aspects of Mughal Administration.*

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY
Accn No. BA-011
Date 03.08.2015
MANUU
HYDERABAD

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-32

اکائی 4 مغلیہ نظم ونسق

ساخت

4.0 مقاصد
4.1 تمہید
4.2 مرکزی حکومت
4.3 صوبہ جاتی نظم ونسق
4.4 فوجی نظم ونسق
4.5 مال گزاری نظم ونسق
4.6 خلاصہ
4.7 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات
4.8 نمونہ امتحانی سوالات
4.9 سفارش کردہ کتابیں

4.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کرلینے کے بعد آپ اس قابل ہوجائیں گے کہ

مغلیہ نظم ونسق کی نمایاں خصوصیات سے واقف ہوسکیں (1) مرکزی حکومت (2) صوبہ جاتی حکومت (3) فوجی اور مالگزاری نظم ونسق اور مغلیہ نظم ونسق کی خوبیوں اور خرابیوں کے تعلق سے آگاہ ہوسکیں۔

4.1 تمہید

یہ اکبر کی شخصیت تھی جس نے مغلیہ نظم ونسق کے تعلق سے غور وفکر کیا اور مغلیہ نظم ونسق کی بہتری کی تدابیر اختیار کیں۔ ہندوستان میں بابر کا وقت سیاست اور ان جنگوں میں صرف ہوگیا جن کا مقصد شمالی ہند کی فتح تھا اور 1530ء میں اپنی موت سے قبل بابر کے پاس اپنی فتوحات کو مستحکم کرنے اور انھیں نظم ونسق کے ایک نظام میں ڈھالنے کے لیے وقت نہیں تھا۔ ہمایوں کا عہد حکومت اور اس کی زندگی توازن اور تسلسل سے اس قدر محروم رہی کہ وہ اپنے باپ کے ورثے میں چھوڑی ہوئی مملکت میں نظم ونسق کے کسی نظام کو نشوونما نہیں دے سکا۔ اکبر کو ایک طویل کامیاب اور سرسبز دور حکومت

حاصل رہا۔ چناں چہ اکبر نے مغلیہ سلطنت کے لیے نظم و نسق کے ایک نظام کی ترکیب نکالی۔ نظم و نسق کا یہ نظام جس کو اکبر نے ایجاد کیا "پوری طرح منظم، قومی وسیع بنیاد کا حامل عوامی اور جدید تھا۔" چوں کہ اس نظام میں کچھ خارجی عناصر تھے۔ اس لیے اس نظام کو " ہندوستانی ماحول میں ایرانی، عربی نظام کہا جاتا ہے۔" (جے۔ این۔ سرکار)۔

نظم و نسق کے مغلیہ نظام کو سلطنت دہلی کے نظام سے واضح طور پر بہتر بنایا گیا۔ اس کی سرگرمیاں صرف پولیس اور محصول وصول کرنے کے فرائض تک محدود نہیں تھیں۔ اکبر نے ایک تہذیبی مملکت کی نشو و نما کی تھی۔ لہذا اس تہذیبی مملکت کی ضروریات کی مناسبت سے نظم و نسق کی تدبیر کی گئی اور اس کا تعلق تجارت، کاروبار، صنعت، سکہ سازی، سڑکوں، شفاخانوں اور علم و فن سے رکھا گیا۔

اکبر نے ایک غیر معمولی نظام نظم و نسق رائج کیا اور اس کو مضبوط بنیاد پر قائم کردیا۔ اکبر کی دیوانی، فوجی اور مالگزاری یا مالیاتی اصلاحات اس کی تنظیمی قابلیت کا آنکھوں دیکھا ثبوت ہیں۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ شیر شاہ نے کئی اصلاحات میں بڑی حد تک اکبر سے پہلے پیش قدمی کی تھی۔ اکبر کا مالگزاری نظام جس کے لیے وہ خاص طور پر شہرت رکھتا ہے، شیر شاہ کے مالگزاری نظام سے ترقی یافتہ تھا۔ ٹوڈرمل نے اس نظام میں ضرورت کے مطابق ضروری تبدیلیاں کیں۔

اکبر کا فوجی نظم و نسق بھی کئی پہلوؤں سے شیر شاہ کے فوجی نظم و نسق کے نمونہ پر بنایا گیا۔ گھوڑوں کو داغ دینے کا طریقہ اور سپاہیوں کے نشاناتِ شناخت درج کرنے کا طریقہ بھی شیر شاہ سے لیا گیا تھا۔

4.2 مرکزی حکومت

اکبر کا نظم و نسق قابل تعریف تھا۔ عوامی خدمات میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو داخل کیا گیا۔

اکبر ایک مطلق العنان حکمراں تھا۔ اس کا کہا ہوا لفظ قانون تھا۔ وہ نہ صرف دیوانی نظم و نسق کا سربراہ تھا بلکہ فوج کا بھی سپہ سالار اعظم تھا۔ لیکن وزراء اس کی مدد کرتے تھے۔ ان وزراء میں اہم وزیر، وزیر اعظم (وکیل) وزیر مالیات (وزیر) وزیر جنگ (میر بخشی) اور وزیر امور مذہبی (میر صدر) شامل تھے۔ شہنشاہ تمام انصاف کا سرچشمہ تھا۔ وہ بذات خود اہم مقدمات کے فیصلے کرتا تھا اور مرافعوں کی سماعت کرتا تھا۔ اس نے اپنی پالیسی کی بنیاد مذہبی رواداری پر رکھی تھی۔ اکبر سیاسی معاملات میں علماء کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ بادشاہ کے بعد وزیر اعظم، جو وکیل یا وزیر کہلاتا تھا۔ دوسرا درجہ رکھتا تھا اور مملکت میں سب سے عظیم عہدہ دار ہوتا تھا۔ فارسی سرکاری زبان تھی۔

4.3 صوبہ جاتی نظم و نسق

اکبر کی سلطنت، اس کے دور حکومت کے آخر میں 15 صوبوں میں تقسیم ہوگئی تھی جنھیں صوبے کہا جاتا تھا۔ ہر صوبہ میں یکساں نوعیت کا نظم و نسق تھا۔ یہ صوبے آگرہ، الہ آباد، اودھ، دہلی، لاہور، ملتان، کابل، اجمیر، بنگال، بہار، احمد آباد، مالوہ، خاندیش، برار اور احمد نگر کے صوبے تھے۔ ہر ایک صوبے کو گورنر کے ماتحت رکھا گیا جس کو صوبہ دار یا

سپہ سالار کہتے تھے لیکن سرکاری طور پر وہ ناظم کے نام سے مشہور تھا۔ وہ یا تو شاہی خاندان کا ایک رکن ہوتا یا پھر اعلی درجہ کا کوئی امیر ہوتا تھا۔ شہنشاہ صوبہ کے گورنر، صوبہ دار کا تقرر کرتا تھا جو فوج، پولیس اور عاملہ کا سربراہ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر ایک صوبے میں ایک دیوان، ایک فوجدار، ایک قاضی اور ایک عامل اور دیگر کئی عہدہ دار بھی موجود رہتے تھے۔ دیوان مالیاتی نظم و نسق کی نگرانی کرتا تھا اور صوبہ دار کا حریف یا مد مقابل ہوتا تھا۔ عامل مالیہ وصول کرنے والا تھا اور قاضی مقدمات کی سماعت کرتا تھا۔

صوبوں کو سرکاروں میں تقسیم کیا گیا اور سرکاروں کو پرگنوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک پرگنہ کئی دیہاتوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ ضلع کا سربراہ فوجدار کہلاتا تھا جو ایک چھوٹی سی فوج کا نگران ہوتا تھا۔ پرگنہ کا سربراہ شقدار کہلاتا تھا۔ شہروں یا قصبوں میں قاضیوں کو مقرر کیا گیا جو دیوانی مقدمات کی سماعت کرتے تھے۔ کوئی تحریری مجموعہ قوانین موجود نہیں تھا۔ عام سزاؤں میں، جرمانہ، قید، کوڑوں اور ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ تاہم شہنشاہ کی مرضی سے موت کی سزاء دی جاسکتی تھی۔ دیہات کے معاملات کا انتظام پنچایتیں کرتی تھیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ مغلیہ نظم و نسق میں شہنشاہ کا فرض منصبی کیا تھا ؟

•____

•____

2۔ مغلیہ نظم و نسق میں سرکار اور پرگنہ میں کون کونسے اہم عہدہ دار تھے ؟

•____

•____

4.4 فوجی نظم و نسق

اکبر کے یہاں ایک باقاعدہ فوج تھی لیکن یہ فوج ایک بڑی فوج نہیں تھی۔ فوجی عہدہ داروں کو جو منصب دار کہلاتے تھے۔ سپاہیوں کی ایک ضروری مقررہ تعداد بادشاہ کو بہم پہنچانی پڑتی تھی۔ ابوالفضل کے بیان کے مطابق منصب داروں کے تینتیس (33) درجے تھے۔ ان عہدہ داروں کو حسب ضرورت گھوڑ سواروں کی ایک مقررہ تعداد شہنشاہ کو فراہم کرنی ہوتی تھی۔ سب سے چھوٹے افسر کو دس سوار اور سب سے بڑے افسر کو دس ہزار گھوڑ سواروں کو مہیا کرنا ہوتا تھا۔ 6000 سے اوپر منصب داروں کے سب سے اعلیٰ درجے شاہی خاندان کے ارکان اور اعلیٰ مرتبہ امراء کے لیے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ اصولاً منصب داروں کو نقد رقم ادا کی جاتی تھی اگرچہ کہ عارضی طور پر بعض اشخاص کو جاگیریں بھی دی جاتی تھیں۔ یہ جاگیریں اکثر ایک منصب دار سے دوسرے منصب دار کو منتقل کردی جاتی تھیں یہ تمام منصب دار اپنے اپنے متعلقہ علاقوں میں امن و ضبط کے قیام اور مالیہ کی وصولی کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ وہ فوجداری مقدمات کی بھی سماعت کرتے تھے۔

اس منصب داری نظام میں سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ یہ منصب دار فوج کی مقررہ تعداد نہیں رکھتے تھے بلکہ تنقیح کے وقت ضرورت کے لحاظ سے لوگوں کو جمع کرتے اور مقررہ تعداد دکھا دیتے تھے ۔ حاضری کے لزوم کی اس خرابی سے بچنے کے لیے اکبر نے گھوڑوں کو داغنے اور ایک رجسٹر میں سپاہیوں کے نشانات شناخت درج کرنے کے شیر شاہ کے طریق کار پر عمل کیا۔ لیکن اس کو پوری پوری کامیابی نہیں مل سکی۔ ان منصب داروں کے علاوہ بعض راجا اور سردار بھی فوج فراہم کیا کرتے تھے ۔

شاہی فوج، پیدل فوج، گھوڑ سوار فوج، رسالہ توپ خانہ، ہاتھیوں اور بحری فوج پر مشتمل ہوتی تھی۔ ان میں سب سے اہم ترین شاخ گھوڑ سوار فوج کی تھی اور اس پر خاص توجہ کی جاتی تھی۔

مغلیہ نظم و نسق کا نظام

↓

مرکزی حکومت

↓

شہنشاہ

وزیر اعظم (وکیل یا وزیر) | میر بخشی (پے ماسٹر جنرل) | خان سامان (شہنشاہ کے گھربار کے محکمہ کا صدر) | صدر قاضی / صدر الصدور (چیف جج اور اوقاف و خیرات کا وزیر)

↓

صوبہ جاتی نظم و نسق

↓

صوبہ دار

دیوان (مالیاتی نظم و نسق) | بخشی (پے ماسٹر) | قاضی (جج) | عامل (مالیہ وصول کرنے والا) | صدر (اوقاف و خیرات)

4.5 مالگزاری نظم و نسق

اکبر کا عظیم ترین کار نمایاں مالگزاری نظم و نسق تھا۔ اس کے وزیر مالیات راجہ ٹوڈرمل نے اس کار نمایاں کو انجام دیا تھا۔ شیر شاہ کی قائم کی ہوئی مثال پر عمل کرتے ہوئے ٹوڈرمل نے سلطنت کے کئی حصوں میں بندوبست یا تشخیص مالگزاری کے بہتر اور ترقی یافتہ نظام کو روبہ عمل لایا۔ اس بندوبست کی بنیاد زمین کی قسم کے لحاظ سے درجہ بندی اور کافی صحیح پیمائش پر رکھی گئی۔ یہ بندوبست رعیت واری تھا۔ تمام قابل کاشت زمین کی پیمائش کی گئی اور زرخیزی کے مطابق چار درجوں میں درجہ بندی کی گئی۔ یہ چار درجے یہ تھے ۔ (1) پولج جس کو کبھی بھی غیر مزروعہ نہیں رہنے دیا گیا (2)

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-32

پاروتی جس کو کبھی کبھار سال دو سال کے لیے غیر مزروعہ چھوڑ دیا جاتا (3) چاچار جس کو تین یا چار سال کے لیے غیر مزروعہ چھوڑ دیا جاتا (4) بنجر جو پانچ یا پانچ سال سے زیادہ کے لیے غیر مزروعہ رہتی تھی۔ زمین کی اوسط زرعی پیداوار کا ایک تہائی حصہ مملکت وصول کرتی تھی جو نقد یا جنس کی شکل میں ادا کیا جاسکتا تھا۔ لیکن اکبر خاص طور پر خراب ہوجانے والی اشیا کی صورت میں نقد ادائیگی کو ترجیح دیتا تھا۔ نقد رقم کی شرحیں مقرر کرنے کی خاطر ٹوڈر مل پچھلے دس سالوں کے دوران میں حقیقی قیمتوں کا اوسط نکالا کرتا تھا۔

قحط کے زمانے میں مملکت کا حصہ کم کردیا جاتا تھا اور ایسے مواقع پر کسانوں کو تقاوی یعنی بیجوں اور مویشیوں کی خریداری کے لیے قرضے دیئے جاتے تھے۔ مالگزاری وصول کرنے والوں کو تنبیہ کی جاتی تھی کہ وہ کاشت کاروں پر ظلم نہ کریں۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ کاشت کار اب خوشحال ہوگئے اور حکومت کے مالیہ میں بھی اضافہ ہوگیا۔ ابتداء میں مالگزاری کا بندوبست سالانہ کیا جاتا تھا لیکن بعد ازاں اس بندوبست کو دہ سالہ یا دس سالہ کردیا گیا۔ ٹوڈر مل کا یہ مالگزاری نظام، معمولی تبدیلیوں کے ساتھ اکبر کے جانشینوں کے زمانے میں بھی برقرار رہا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3۔ دو جملوں میں منصب داری نظام کو بیان کرو؟

.____

.____

4۔ مغلوں کے دور میں مالگزاری نظام کی اہم خصوصیت کیا تھی؟

.____

.____

4.6 خلاصہ

1۔ مغلیہ نظم و نسق پوری طرح منظم تھا۔ یہ ہندوستانی ماحول میں ایرانی، عربی نظام تھا۔

2۔ مغل شہنشاہ کو وسیع اختیارات حاصل تھے۔ مرکزی حکومت میں کئی وزراء اس کی مدد کرتے تھے جن میں سب سے اہم وکیل یا وزیر ہوتا تھا۔

3۔ سلطنت کو صوبوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک صوبے کو سرکاروں میں تقسیم کیا گیا اور سرکاروں کو پرگنوں میں تقسیم کیا گیا۔

4۔ مغلیہ نظم و نسق کی ایک اہم خصوصیت اس کا منصب داری نظام تھا جس میں ہر ایک منصب دار کو گھوڑسواروں کی ایک مقررہ تعداد شہنشاہ کو بہم پہنچانی پڑتی تھی۔

5۔ مغلوں کے مالگزاری نظام کو ٹوڈر مل نے نشو و نما دیا۔ یہ نظام زمینات کی پیمائش اور درجہ بندی پر مبنی تھا۔

4.7 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ شہنشاہ حکومت کا حاکم اعلیٰ یا صدر ہوتا تھا۔ وہ تمام اختیارات کا مالک تھا۔ وہ حکومت کا دیوانی حاکم اعلیٰ ہی نہیں بلکہ فوجی حاکم اعلیٰ بھی تھا۔ وہ وزراء کا تقرر کرتا تھا اور وزراء اس کی مدد کرتے تھے۔ صوبوں کے حاکم اعلیٰ اس کے زیر اقتدار ہوتے تھے

2۔ سرکار میں شقدار شقداران اور منصف منصفان اہم عہدہ دار تھے۔ پرگنہ میں شقدار اور منصف اہم عہدہ دار تھے۔

3۔ منصب داری نظام مغل شہنشاہ کو سپاہیوں اور گھوڑوں کی مقررہ تعداد مہیا کردیتا تھا۔ منصبداروں کی بھی یہ ذمہ داری تھی کہ اپنے متعلقہ علاقوں میں نظم و ضبط قائم کریں اور مالگزاری وصول کریں۔

4۔ مغلیہ دور حکومت میں مالگزاری نظام کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ زمینات کی چار زمروں میں درجہ بندی کی گئی۔ پولج، پاروتی، چاچار اور بنجر۔ اور زمین کی اوسط پیداوار کا ایک تہائی وصول کیا جاتا تھا۔

4.8 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ حسب ذیل سوالات میں سے ہر ایک سوال کا تیس سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ مغلیہ نظم و نسق کی نمایاں خصوصیات کی وضاحت کیجیے۔

2۔ مغلیہ نظم و نسق کہاں تک شیر شاہ کے نظم و نسق پر مبنی تھا؟

II۔ حسب ذیل سوالات میں سے ہر ایک سوال کا پندرہ (15) سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ مغلوں کے ماتحت صوبہ جاتی نظم و نسق کو بیان کرو۔

2۔ منصب داری نظام کی خصوصیات کو سمجھائیے۔

4.9 سفارش کردہ کتابیں

Mazumdar R.C. (Ed)	*The Mughal Empire, Bharatiya Vidya Bhavan Series Vol.VII*
Edwards & Garret	*Mughal Rule in India*
Iswari Prasad	*Short History of Muslim Rule in India*
Majumdar, Roy	*Medieval India*
Chaudari and Dutta	*Advanced History of India*
Qureishi I.H.	*Administration of the Mughal* Empire
Srivatsava A.L	*Mughal Empire*
Tripati R.P.	*Some aspects of Mughal Administration.*

مصنف : سی۔ وی۔ رام چندر راؤ

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE • MANUU • Hyderabad • IMC LIBRARY

اکائی 5 مغلوں کے دور کے معاشی حالات

ساخت

5.0 مقاصد
5.1 تمہید
5.2 زراعت
5.3 صنعتیں
5.4 کاروبار اور تجارت
5.5 سرسبز و شاداب شہر
5.6 قحط اور طاعون
5.7 عوام
5.8 خلاصہ
5.9 اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات
5.10 نمونہ امتحانی سوالات
5.11 سفارش کردہ کتابیں

5.0 مقاصد

اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
مغلیہ سلطنت میں پائے جانے والے معاشی حالات کو جان سکیں۔ زراعت، صنعتوں، کاروبار، تجارت اور عوام کے عام حالات سے واقف ہو سکیں۔

5.1 تمہید

ملک مادی طور پر مغلیہ سلطنت میں خوش حال تھا۔ مغلیہ دور میں باہر کے ممالک سے ہندوستان آنے والے مسافرین ہندوستان کی تجارت، کامرس اور فن کاری کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ تاہم ایک عام انسان مصیبت زدہ زندگی گذارتا تھا۔

5.2 زراعت

اکبر نے مالگزاری بندوبست کا جو ترقی یافتہ نظام رائج کیا تھا اس کی وجہ سے زراعت میں زور اور جان پڑ گئی۔ اکبر کے عہد حکومت میں اشیائے خوردنی غیر معمولی طور پر سستی تھیں۔ اس دور کی اہم فصلیں جو، گیہوں، گنا، دالیں، باجرہ، روئی، تیل کے بیج اور نیل کی فصلیں تھیں۔ 1604ء میں یوروپ کے تاجروں نے ہندوستان میں تمباکو کو رواج دیا اور اس کے بعد سے تمباکو کی وسیع پیمانے پر کاشت ہونے لگی۔ اکبر کے دور حکومت کے بعد عام آدمی کی زندگی کے حالات آہستہ آہستہ بگڑنے لگے۔ اس خرابی کی وجہ صوبوں کے گورنروں اور امراء کا ظلم و ستم اور ان کا سخت لالچ تھا۔ فرانسیسی سیاح برنیر جس نے شاہ جہاں کے عہد حکومت میں ہندوستان کی سیاحت کی، بتایا کہ بالائی صوبوں میں کسانوں اور دست کاروں کو سفاکانہ ظلم و ستم کا ہدف بنایا جاتا تھا اور اس کے نتیجہ میں زراعت سے غفلت برتی جاتی تھی۔ شاہ جہاں کے آخری دور حکومت میں۔ کسان خود بھوکے رہتے تھے لیکن شہروں اور قصبوں کا پیٹ بھرنے کے لیے سخت محنت و مشقت کرتے تھے۔ ایک اکائی کی حیثیت میں ہندوستان سونا اور چاندی کے مبادلہ میں مفید اور کارآمد اشیاء کو چھوڑ دیتا تھا یا دوسرے الفاظ میں پتھروں کے عوض روٹی دیتا تھا۔ مرد اور خواتین ایک موسم سے دوسرے موسم تک فاقہ کشی کرتے ہوئے اس وقت تک گزارہ کرسکتے تھے جب تک غذائی اشیا کی بہم رسانی جاری ہوجاتی، لیکن جب غذائی اشیاء کی رسد بند ہوجاتی جیسا کہ اکثر بند ہوجاتی تھی تو پھر ان لوگوں کی نجات کی امید غلاموں کی تجارت تھی اور دوسری متبادل صورتیں آدم خوری، خودکشی یا فاقہ کشی ہوتی تھیں"۔ (مورلینڈ) برنیر کا کہنا ہے کہ مغل حکومت کے تحت ملک کے مادی وسائل کی ترقی ممکن نہیں تھی۔ اورنگ زیب کی حکومت کے تحت حالات بدترین ہوگئے اور اس کے طویل دور حکومت کے دوران میں کبھی ختم نہ ہونے والی جنگوں، بغاوتوں، مملکت کے مطالبات اور ایک بڑے شاہی دربار کی شان و شوکت کی برقراری نے زراعت، صنعت، کاروبار اور تجارت پر برے اثرات مرتب کیے۔ تاہم عام لوگوں کی قسمت دہلی سلطنت کے زمانے کے لوگوں سے کہیں بہتر تھی۔

5.3 صنعتیں

مغلیہ حکومت کے تحت صنعتیں اپنے عروج پر تھی۔ ان صنعتوں میں کپڑے کی صنعت درجہ اول پر تھی۔ کپڑا بنانے کے کئی مراکز آگرہ، بنارس، پٹنہ، برہم پور، بیدر وغیرہ میں موجود تھے۔ ڈھاکہ اور سونار گاؤں میں ریشم سازی کی صنعت تھی اور لاہور میں شالیں تیار کی جاتی تھیں۔ ملتان، فتح پور سیکری اور جون پور قالین کی صنعت کے لیے شہرت رکھتے تھے۔ سیالکوٹ میں کاغذ تیار کیا جاتا تھا۔ بہار شورہ کی پیدائش کے لیے مشہور تھا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ ہندوستان میں تمباکو کب رائج ہوا ؟

.______________________________

.______________________________

2۔ سلطنت مغلیہ میں کون کونسی اہم صنعتیں تھیں ؟

.______________________________

.______________________________

5.4 کاروبار اور تجارت

مغلیہ عہد میں انگریزی اور دیگر غیر ملکی تجارت کو اکساوا ملا۔ اندرونی تجارت کا کام دیسی تجارتی طبقے انجام دیتے تھے۔ غیر ملکی، خارجی تجارت عربوں پرتگیزیوں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے ہاتھوں میں مرکوز ہوگئی تھی۔ انگریزی سیاح پیٹر منڈی بیان کرتا ہے کہ اندرون ملک تجارت دریائی کشتیوں کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ سندھ، کھمبے، سورت، بروچ، کوچن اور مچھلی پٹنم میں جہاز سازی کے مراکز قائم کیے گئے تھے۔ ان مراکز میں بنائے جانے والے جہاز اس قدر بڑے اور قوی ہیکل ہوتے تھے کہ چودہ سے لے کر پچیس ہاتھیوں کو ایک جہاز میں لے جاسکتے تھے۔ ہندوستان سے وسط ایشیاء تک، براہ قندہار اور ایران، ایک بری راستہ موجود تھا۔ یوروپی تاجروں کی آمد نے خارجی تجارت میں زبردست اضافہ کردیا۔ نیل، روئی، خام ریشم اور لٹھا (کالی کٹ کپڑا) کی طلب میں اضافہ ہوا۔ سترھویں صدی میں بہار اور مشرقی ساحل سے قلمی شورہ ایک اہم برآمد بن گیا۔ ڈچ اور انگریزی تاجروں کی آمد نے نیل، روئی، سوتی کپڑا، ریشم اور قلمی شورہ پیدا کرنے والے مقامی علاقوں کو فائدہ پہنچایا جو اہم برآمدی اشیاء تھے۔ لیکن ہندوستانی جہاز سازی کو نقصان پہنچا۔ سترھویں صدی کے آخری زمانے میں زربفت یا کمخواب اور تافتہ اہم برآمدی اشیاء تھیں۔ انگریزی اور ریشم کی بنوائی نے بڑی ترقی کی کیوں کہ اہل انگلستان ان چیزوں کے مطالبات کرتے تھے۔ بنگال سوتی کپڑے کی صنعت کے لیے مشہور ہوگیا۔ اہم درآمدات میں چاندی، سونا، تانبہ، سیسہ، اعلی درجہ کے اونی کپڑے، گرم مسالے، اعلی درجہ کا تمباکو، شراب، یوروپی نوادرات، گھوڑے اور حبش کے غلام شامل تھے۔ سلطنت مغلیہ کی اہم بندرگاہیں سندھ میں لہری بندر، کھمبے، بروچ، سورت، ہگلی، مچھلی پٹنم اور سری پور (ڈھاکہ کے قریب) کی بندرگاہیں تھیں۔

کسان کی طرح صنعتی مزدور بھی بہت زیادہ مصیبت میں مبتلا تھا کیوں کہ اس کو بہت کم اجرتیں ملتی تھیں اور وہ سخت غربت اور تکلیف میں زندگی بسر کرنے پر مجبور تھا۔ مزدوروں کو زبردستی پکڑ کر لے جایا جاتا اور انھیں کسی امیر یا افسر کے گھر میں کام کرنے پر مجبور کیا جاتا اور یہ لوگ اس کو من مانی اجرت دے دیا کرتے تھے۔

5.5 سرسبز و شاداب شہر

اس دور کی معاشی سرسبزی نے سرسبز و شاداب شہروں کو ترقی دی جیسے شہر آگرہ، لاہور اور فتح پور سکری وغیرہ۔ ایک انگریز سیاح رالف فچ نے آگرہ اور فتح پور سکری، کو دو بہت بڑے شہر قرار دیا۔ ان میں سے ہر ایک لندن سے کہیں زیادہ بڑا اور بہت ہی گنجان آبادی والا شہر تھا۔ فرانسسس مادنسی ریٹ نے لاہور کو ایک عظیم شہر بنایا ہے۔ دکن میں احمد نگر کی شادابی کی کیفیت کی ابوالفضل نے تصدیق کی۔

5.6 قحط اور طاعون

معاشی سرسبزی و شادابی کے باوجود پورے ملک میں اور ملک کے متعدد علاقوں میں کئی قحط پڑے اور ان قحطوں کے دوران میں کسانوں اور عام لوگوں کو بہت زیادہ مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ یہ چیز ضبط تحریر میں محفوظ ہے کہ 1555 تا 1556 اور 1595 تا 1598ء کے قحطوں کے دوران میں "انسان خود اپنی ہی نوع یا نسل کو کھاتے تھے"۔ "ایک قسم کے طاعون نے بھی اس دور کی دہشت ناکیوں میں اضافہ کردیا۔ جہانگیر کے دور حکومت میں شمالی ہند اور مغربی ہندوستان میں طاعون آیا جو آٹھ سال تک چلتا رہا۔ شاہ جہاں کے عہد میں گجرات اور دکن میں 1630 تا 1633ء میں قحط پڑا۔ چناں چہ اس وقت "افلاس اس انتہا پر پہنچا کہ انسان ایک دوسرے کو بے تحاشا کھانے لگے اور بیٹے کے گوشت کو بیٹے کی محبت پر ترجیح دی جانے لگی۔" انگریز سیاح پیٹر منڈی نے یہ تحریر کیا ہے کہ حکومت وقت نے عوام کی کوئی مدد نہیں کی۔ بہ حیثیت مجموعی مغل حکمرانوں نے قحط اور مصیبت کے زمانے میں عوام کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے مشکل ہی سے کوئی کام کیا۔

5.7 عوام

مغلیہ دور حکومت میں معاشی خوش حالی اور بہبودی حاصل ہوئی لیکن اس معاشی فلاح کے فوائد ضمنی طور پر بھی عام آدمی تک نہیں پہنچے۔ "امراء کی ایک بہت بڑی تعداد عیش و عشرت کی زندگی میں ڈوبی ہوئی تھی اور عوام کی ایک بہت بڑی تعداد افسوسناک حد تک غریب اور محتاج تھی۔ ہندوستان کی معاشی زندگی کی لازمی خصوصیت نامناسب و ناموزوں پیداوار اور غلط تقسیم تھی۔" اورنگ زیب کے طویل دور حکمرانی میں حالات بدترین ہوگئے۔ اس کی مذہبی نارواداری کبھی ختم نہ ہونے والی جنگوں، بغاوتوں، مملکت کے مطالبات اور دربار شاہی اور امراء کی عیش و عشرت کی زندگی نے زراعت، صنعت اور تجارت کو نقصان پہنچایا اور معیشت کو تباہ و برباد کردیا۔ صورتحال اس وقت زیادہ خراب اور سنگین ہوگئی جب کہ اورنگ زیب کے کمزور جانشیوں کے زمانے میں نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملے کیے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE * MANUU * Hyderabad-34. IMC LIBRARY

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے۔

3۔ مغلیہ سلطنت کی اہم بندرگاہیں کون کونسی تھیں ؟

4۔ سلطنت مغلیہ میں کافی دولت ہونے کے باوجود عام لوگوں کی حالت بہت خراب کیوں تھی ؟

5.8 خلاصہ

1۔ اکبر کے ترقی یافتہ مالگزاری نظام کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغلیہ سلطنت میں زراعت کو ترقی ہوئی۔

2۔ صنعت پارچہ پھلنے پھولنے لگی۔

3۔ اندرونی اور خارجی تجارت میں توسیع ہوئی۔ اہل یوروپ کی آمد سے خارجی تجارت میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

4۔ آگرہ اور لاہور جیسے شہر بہت سر سبز و شاداب تھے ۔

5۔ قحط اور طاعون کے زمانے میں عوام بڑی مصیبتیں اٹھاتے تھے ۔

6۔ اگرچیکہ ملک میں خوشحالی تھی لیکن عوام سخت بری حالت میں تھے ۔

5.9 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ 1604ء میں ہندوستان میں تمباکو رائج ہوا ۔

2۔ کپڑے ، کاغذ اور قلمی شورہ

3۔ لہری بندر کھمبیت ، بروچ ، سورت ، ہبلی ، مچھلی پٹنم اور ڈھاکہ مغل سلطنت کی اہم بندرگاہیں تھی۔

4۔ اگرچہ مغل سلطنت میں سرسبزی و خوشحالی تھی لیکن عام لوگوں کی زندگی خستہ تھی کیوں کہ دولت شہنشاہ اور امراء کے ہاتھوں میں جمع ہو گئی تھی۔

5.10 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ حسب ذیل سوالات کا تیس (30) سطروں میں جواب دیجیے ۔

1۔ مغلوں کے تحت ہندوستان کے معاشی حالات بیان کرو۔

II۔ حسب ذیل سوالات کا پندرہ سطروں میں جواب دیجیے ۔

1۔ مغل ہندوستان میں زراعت کی کیا حالت تھی ؟

2۔ مغل حکمرانی کے تحت کاروبار اور تجارت نے کس طرح ترقی کی ؟

5.11 سفارش کردہ کتابیں

Chopra	*Some aspects of society and culture during the Mughal age*
Edwards & Garett	*Mughal Rule in India*
Irfan Habib	*The Agrarian system of Mughal India*
Karim	*Society and Culture in Medieval India*
Majumdar R.C.(ED)	*The Mughal Empire, Bharatiya Vidya Bhavan Series,Vol. VII*
Moreland, W.H.	*India at the Death of Akbar*
Moreland, W.H.	*The Agrarian system of Muslim India*
Moreland, W.H.	*From Akbar to Aurangazeb a study in Indian Economic History*
Roy Choudary	*Economic, Social and Cultural History of India*

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE LIBRARY
Accn. No BA-011
Date 03.08.2015
HYDERABAD

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
Hyderabad

اکائی 6 عہد مغلیہ میں ثقافتی حالات

ساخت

6.0 مقاصد
6.1 تمہید
6.2 اکبر کی مذہبی پالیسی
 6.2.1 اکبر کے جانشینوں کی مذہبی پالیسی
6.3 بھکتی تحریک
 6.3.1 اسباب
 6.3.2 بھکتی تحریک کے قائدین
  6.3.2.1 رامانج
  6.3.2.2 راماتند
  6.3.2.3 کبیر
  6.3.2.4 گرو نانک
  6.3.2.5 چیتنیا
  6.3.2.6 ولبھ چاریہ
  6.3.2.7 ویمنا
  6.3.2.8 تلسی داس
  6.3.2.9 تکا رام
 6.3.3 بھکتی تحریک کے اثرات یا نتائج
6.4 ادب اور آرٹ
 6.4.1 ادب
 6.4.2 فن تعمیر
 6.4.3 مصوری
 6.4.4 موسیقی
6.5 خلاصہ
6.6 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

6.8 سفارش کردہ کتابیں

6.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ سے آپ کو اس قابل ہوجانا چاہیے کہ آپ

1۔ اکبر اور اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے واقف ہوسکیں۔

2۔ بھکتی تحریک کے تعلق سے جان سکیں۔

3۔ عہد مغلیہ میں ادب، فنون اور فن تعمیر سے آگاہ ہوسکیں۔

6.1 تمہید

اس اکائی میں مغلوں کی مذہبی پالیسی کی وضاحت کی جائے گی اور بھکتی تحریک کی ترقی کا سراغ بھی لگایا جائے گا۔ ادب، فن اور فن تعمیر کے ارتقاء کی سرگزشت بھی اس اکائی میں بیان کی جائے گی۔

6.2 اکبر کی مذہبی پالیسی

اکبر کی آغاز کردہ مذہبی پالیسی صاف صاف، اس متعصب اور مخالف ہندو پالیسی سے الگ اور علاحدہ تھی جس کے حصول میں دلی سلطنت (1205 تا 1526) لگی رہی۔ اس سے قبل شیر شاہ نے جو اپنی خانگی زندگی میں ایک سخت راسخ العقیدہ، سنی مسلمان تھا، اپنی ہندو رعایا سے اچھا سلوک کیا اور اکبر کے لیے ایک مثال چھوڑ گیا کہ وہ اس کی پیروی کرے۔

ابتداء میں اکبر کی پرورش ایک سنی مسلمان کی حیثیت سے ہوئی لیکن یہ اغلب ہے کہ اکبر اپنے لڑکپن میں بھی پوری طرح کبھی بھی تقلید پسند نہیں تھا۔ لڑکپن سے شاید وہ متنوع اثرات کے تابع رہا اور یہی اثرات مذہبی معاملات میں اس کی وسیع النظری کا باعث ہوئے۔ ایک ایرانی عالم کی بیٹی حمیدہ بانو جو اکبر کی والدہ تھیں اور بیرم خاں جو اس کا اتالیق یا سرپرست تھا دونوں شیعہ تھے۔ انھوں نے اکبر کو رواداری کے اسباق پڑھائے۔ اس کے استاد عبداللطیف نے اکبر کو عالم گیر رواداری کے عظیم اصول کا عملی سبق دیا۔ شیخ مبارک اور اس کے دو بیٹے ابوالفضل اور فیضی جو اکبر کے دوست تھے اور اکبر کے دربار کی زینت تھے، عقیدہ کے اعتبار سے صوفی تھے۔ ان لوگوں کی صحبت اور رفاقت نے بھی اکبر کے مذہبی عقیدہ کو متاثر کیا۔ صوفیت میں ہندو تصوف (ویدانت) کے عناصر شامل تھے۔ اکبر نے اپنا نیا مذہب ابوالفضل کی تائید سے شروع کیا جس کو دین الٰہی کہا گیا۔ اکبر نے رامائن، مہابھارت اور بھگوت گیتا کا فارسی میں ترجمہ کروایا۔ اس کی ہندو بیویوں، ہندو افسروں اور دوستوں نے اس کے مذہبی خیالات کو یقینا بہت کچھ متاثر کیا ہوگا اور اس نے ہندومت کی اچھی باتوں کو قدر کی نگاہوں سے

دکھیا۔ اکبر کو مختلف مذاہب کے اصولوں میں دلچسپی پیدا ہوگئی اور اس کو مذہبی مباحثوں کا بڑا شوق پیدا ہوگیا۔ 1575ء میں فتح پور سیکری میں اس نے ایک عبادت خانہ تعمیر کروایا جہاں مختلف مذاہب کے پیروؤں کے درمیان مذہبی مباحثے منعقد کیئے جاتے تھے۔ ان مذہبی مباحثوں نے اکبر کے مذہبی خیالات کو بہت متاثر کیا۔ آخری لیکن اہم بات یہ ہے کہ باغی مسلمان امیروں کے ساتھ اکبر کی ابتدائی مشکلات نے اس کے دل میں یہ بات بٹھا دی کہ ہندو رعایا کے دل ہاتھ میں لینا ضروری ہے موافق ہندو پالیسی جو اکبر کے دور میں کافی پہلے شروع ہوئی خود اس کی اپنی پالیسی تھی۔ لیکن "اس کی زندگی پر پڑنے والے طرح طرح کے اثرات کے باوجود اس کی مذہبی پالیسی بہ حیثیت مجموعی، حقیقی طور پر اس کی اپنی تخلیق تھی جو اس کی عظیم ذہانت کی نقش بردار تھی"۔ (ستی ناتھ ایر)

1579ء تک اکبر سنی فرقہ پر یقین کامل رکھنے والا مسلمان تھا اور صحیح العقیدہ مسلمان کی طرح تمام مذہبی رسومات کی پابندی کرتا تھا۔ 1575ء میں سب سے پہلے اسلام کے تعلق سے مذہبی اور فلسفیانہ مباحثوں اور مناظروں کے لیے ایک عبادت خانہ تعمیر کروایا لیکن بعد میں ان مباحثوں اور مناظروں میں دوسرے مذہبی اصول اور طریق بھی شامل کیئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام میں اس کا ایمان کمزور لرزاں اور بے اعتبار ہوگیا۔ اس سے بھی اور پہلے 1562ء میں راجپوت خواتین سے اس کی شادی کے بعد اور صلح کل (عالم گیر رواداری) میں اس کے عقیدہ کی وجہ سے اکبر نے ہندو رعایا کی حوصلہ افزائی کی پالیسی کی جرات مندانہ تشکیل کی۔ 1563ء میں ہندو زائرین پر ٹیکس ختم کردیا۔ 1564ء میں نفرت انگیز جزیہ ختم کردیا۔

1579ء میں اکبر نے ایک غیر معمولی قدم اٹھایا۔ سیکری کی مسجد میں اس نے خطبہ دیا اور فیضی کے لکھے ہوئے اشعار پڑھے جو اللہ اکبر کے کلمات پر ختم ہوتے تھے اور جن کا مفہوم یا تو یہ تھا کہ اللہ عظیم ہے یا پھر "اکبر اللہ ہے" اسی سال کے سپتمبر میں اکبر نے مذہبی محضر جاری کیا جس کی رو سے وہ دین و دنیا دونوں کا حاکم قرار پایا۔ 1580ء اور 1583 کے درمیان اکبر نے جین راہبوں اور عیسائی پادریوں سے بحث مباحثہ کیا۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ 1582ء میں کابل سے اپنی فاتحانہ واپسی کے بعد اکبر نے خود اپنا مذہب دین الہی شروع کیا۔ ابوالفضل اس مذہب کا بڑا پیشوا یا پروہت تھا۔

دین الہی میں اکبر نے کئی مذاہب جیسے ہندومت، اسلام، مذہب زرتشت اور عیسائیت کی اچھی باتوں کو یکجا کردیا تھا۔ اس مذہب کے اہم اصول یہ تھے۔ خدا ایک ہے اور اکبر اس کا خلیفہ (نائب) ہے۔ انسان کو اپنی عقل کا استعمال کرنا چاہیے۔ اندھا عقیدہ مذہب نہیں ہے۔ ہر صبح بادشاہ سورج کی پوجا کیا کرتا اور اس کے پیرو اپنے آپ کو اس کے سامنے منہ کے بل گرا دیتے تھے۔ ہر رکن کے لیے اپنی سالگرہ پر پارٹی دینا ضروری تھا۔ گوشت خواری ممنوع قرار دی گئی۔ اکبر نے کسی بھی شخص کو زبردستی اپنا مذہب قبول کرنے کے لیے اپنے اقتدار اور مرتبے کو استعمال نہیں کیا۔ خود اس کے اپنے قریبی دوستوں اور افسروں میں مان سنگھ نے اس کے مذہب کو ماننے سے صاف انکار کردیا اور اس کا مذہب اکبر کی موت کے ساتھ ختم ہوگیا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ایک سیاسی ادارے کی حیثیت سے دین الہی نے اکبر کی امیدوں کی پوری طرح تکمیل کی اور بعض دوسروں نے اس پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس کو "مضحکہ خیز ناز

دغرور کا نتیجہ اور بے لگام مطلق العنانی کی نشوو نما قرار دیا ہے ۔ دین الٰہی اکبر کی بے وقوفی کی یادگار ہے نہ کہ اس کی عقل مندی کی "۔ (وی۔اے۔اسمتھ)۔ ایک نئے مذہب کے بانی کی حیثیت سے اکبر کے بارے میں کسی کی بھی جو کچھ رائے ہو لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک سچا روحانی انسان تھا اور خدا پر مضبوط ایمان رکھتا تھا۔

اکبر پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے بعض ضوابط منظور کیئے جن کی وجہ سے مسلمان برافروختہ ہوگئے۔ جیسے ذبیحہ گاؤ پر امتناع، داڑھیوں کا صفایا، حج پر پابندی اور رمضان کے زمانے میں روزہ رکھنے پر پابندی (بدایونی)۔ اکبر کے کردار کی ایک غیر معمولی خصوصیت یہ تھی کہ وہ ہرگز متعصب نہیں تھا اور ہندؤں اور مسلمانوں کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرتا تھا۔ دین الٰہی اکبر کی اس آرزو کی علامت ہے کہ ہندوستان کے عوام خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہوں یا کسی اور مسلک کے ہوں، اپنے آپ کو ایک ہی مسلک، ایک ہی قوم، ایک ہی تہذیب سے وابستہ و پیوستہ تصور کریں۔ ایک قومی مذہب کی تخلیق کے ذریعے اکبر نے ایک قومی مملکت اور ہندوستان میں قومی اتحاد کو پروان چڑھانے کی کوشش کی۔

6.2.1 اکبر کے جانشینوں کی مذہبی پالیسی

جہانگیر نے عالمگیر رواداری کی اکبر کی پالیسی کو درہم برہم نہیں کیا لیکن شاہ جہاں نے اس پالیسی کو بالکل بدل دیا کیوں کہ اس نے سلطنت میں نئے منادر کی تعمیر پر امتناع عائد کردیا۔ یہ بیان کیا گیا کہ ضلع بنارس میں 76 منادر تباہ کردیئے گئے۔ اورنگ زیب کے دور حکومت کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ہندؤں کی کھلم کھلا مخالفت کی گئی۔ 1679ء میں اس نے دوبارہ جزیہ عائد کردیا۔ وہ شیعوں سے بھی نفرت کرتا تھا۔ دکن کی ریاستوں کو تباہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کے حکمراں شیعہ تھے اور ان کے وزراء ہندو تھے۔ اکبر نے بہت کچھ اچھے کام کیئے تھے لیکن اورنگ زیب نے ان کاموں کو بالکل الٹ کردیا۔ اس کے تعصب نے سکھوں، مرہٹوں، جاٹوں اور ست نامیوں کو دشمن اور مخالف بنادیا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ اکبر نے دین الٰہی کیوں شروع کیا؟

.________________________________

.________________________________

____

2- سکھوں، مرہٹوں، جاٹوں اور ست نامیوں نے اورنگ زیب کے زمانے میں کیوں بغاوت کی؟۔

.________________________________

.________________________________

.________________________________

6.3 بھکتی تحریک

بھکتی کا مطلب ذاتی یا انفرادی خدا کے لیے پیار بھری جان نثاری ہے ۔ نجات حاصل کرنے کے لیے یہ خدا کے لیے پر جوش محبت یا جان نثاری کا راستہ ہے ۔ بھکت (ذاتی خدا کے جان نثار) پیدائش یا ذات پات کے کسی بھی فرق یا امتیاز کو تسلیم نہیں کرتے ۔ یہ لوگ خدا کی وحدت اور انسانی مساوات میں یقین رکھتے ہیں اور مذہبی رسومات کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ وجد آور رقص ، موسیقی اور مذہبی نغموں کے ذریعے سے ذاتی یا انفرادی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کی اطاعت اور خدا کے لیے سیدھی سادی جان نثاری ہی نجات کی طرف لے جاتی ہے ۔

6.3.1 اسباب

ہندوؤں میں بھکتی کا اصول بہت پرانا ہے ۔ یہ اصول بھگوت گیتا اور اپنیشد میں پایا جاتا ہے ۔ لیکن 15 ویں اور 16 ویں صدی کے دوران میں شمالی ہند میں بڑے شدومد سے اس تحریک کا احیاء کیا گیا۔

i۔ ایک سبب یہ تھا کہ کئی برے اعمال اور رسوم ہندومت میں داخل ہو گئے تھے ۔ بت پرستی، چھوت چھات، ذات پات کے امتیازات اور مذہبی تقریبات اور رسوم کا اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ کئی لوگ ہندومت میں اصلاح کے لیے فکر مند تھے ۔

ii۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ اسلام کے زیر اثر کئی مذہبی قائدین آگے آئے اور خدا کی وحدت اور انسانی مساوات کا پرچار کیا ۔ انھوں نے چھوت چھات اور ذات پات کے امتیازات کے خلاف اپنی آواز بلند کی اور اس کے ساتھ ساتھ بطور نجات کے بھکتی پر زور دیا۔

6.3.2 بھکتی تحریک کے قائدین

اس دور کے سب سے زیادہ اہم مذہبی قائدین حسب ذیل تھے ۔

6.3.2.1 رامانج

رامانج 12 ویں صدی میں دکن میں رہتے تھے ۔ وہ ایک برہمن خاندان میں مدراس کے قریب سری پیرم بودر نامی گاؤں میں پیدا ہوئے اور اپنی جوانی کانچی ورم میں گزاری ۔ انھوں نے جنوب میں وشنومت کی تبلیغ کی اور اعلان کیا کہ نجات کا واحد ذریعہ بھکتی ہے ۔

رامانج وی سسٹ تاویتا فلسفہ کے لیے مشہور ہیں ۔ انھوں نے بھکتی مسلک اور ویدوں کی روایت کو لازم و ملزوم قرار دینے کی کوشش کی ۔ انھوں نے بھکتی مارگ کی حمایت کی اور استدلال کیا کہ خدا کی معرفت سے خدا کے لیے جان نثاری زیادہ اہمیت رکھتی ہے ۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ بھکتی کا راستہ ذات پات کے ملحوظات کے بغیر سب کے لیے کھلا ہوا ہے شمال میں راماند نے اور جنوب میں ولبھ آچاریہ نے رامانج کی روایت کو جاری رکھا ۔

6.3.2.2 راماتند

راماتند الہ آباد میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے اور وہ چودھویں صدی میں رہتے تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی زیادہ تر بنارس میں بسر کی۔ شمالی ہند میں انھی کی بدولت بھکتی تحریک کو قبول عام حاصل ہوا۔ وہ پہلے ہند و مصلح تھے جنھوں نے عوام کی زبان ہندی میں پرچار کیا۔

وہ خدا کو ایک پیار کرنے والا باپ تصور کرتے تھے اور رام کے نام سے اس کی پرستش کرتے تھے۔ ان کے چیلے بڑی تعداد میں تھے۔ ان کے چیلوں میں بڑی ذات چھوٹی ذات غرض کہ بغیر کسی فرق و امتیاز کے ہر ایک ذات کے لوگ شامل تھے۔ ان کے سب سے زیادہ ممتاز شاگرد کبیر تھے جو اپنے پیشہ کے لحاظ سے جولاہے تھے۔

6.3.2.3 کبیر

وہ 15ویں صدی میں پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش کے تعلق سے کئی کہانیاں ہیں۔ بعض یہ کہتی ہیں کہ وہ ہندو پیدا ہوئے (ایک برہمن بیوہ سے) اور ایک مسلمان جولاہے نیرو اور اس کی بیوی نیمانے ان کی پرورش کی۔ بعض دوسری کہانیاں یہ کہتی ہیں کہ وہ مسلمان تھے جو ہندوؤں کے زیر اثر آگئے تھے۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے جولاہے تھے اور راماتند کے سب سے زیادہ مشہور چیلے تھے۔ انھوں نے لوئی سے شادی کی جو ان کے مشن میں ان کے لیے بڑی مدد گار ثابت ہوئی۔

کبیر نے زیادہ تر پرچار بنگال اور بہار میں کیا۔ کبیر نے ذات پات کے امتیازات، برہمن، برہمن بالادستی، سفر زیارت یاج اور بت پرستی کے خلاف ایک طاقت ور احتجاج کھڑا کردیا۔ انھوں نے تعلیم دی کہ اللہ اور ایشور ایک ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ انھوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھائیوں کی طرح زندگی بسر کرنے اور نیک، پارسا، انکسار اور صداقت بھری زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔ ہندو اور مسلمان دونوں ان کے پیرو تھے اور ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لیے انھوں نے بہت کچھ کام کیا۔ کبیر کے دوہے (جان نثاری نغمے) کل شمالی ہند میں شہرت رکھتے ہیں اور اپنی آپ ایک کشش رکھتے ہیں۔ وہ سکندر لودھی کے دور حکومت میں رہتے تھے۔ ماگھر میں ان کی وفات ہوئی۔

6.3.2.4 گرونانک

گرونانک 1469ء میں ضلع شیخ پورہ میں تلونڈی (اب ناکانہ صاحب) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کالو پٹواری تھے اور ایک چھوٹی سی دکان بھی چلاتے تھے۔ تیس سال کی عمر میں نانک سادھو بن گئے اور بھکتی مسلک کی تبلیغ کرتے ہوئے پورے ہندوستان کا سفر کیا۔

ان کی تعلیمات کبیر کی تعلیمات کے مماثل ہیں۔ انھوں نے خدا کی وحدانیت کا پرچار کیا اور سچے نام کی عبادت پر زور دیا اور سچے نام کی پرستش کے لیے وہ گرو کی ضرورت میں یقین رکھتے تھے۔ انھوں نے ذات کے نظام، بت پرستی، برہمن برتری، اندھے توہمات اور بے معنی مذہبی رسومات کی مذمت کی۔ انھوں نے خدا کے لیے مخلصانہ جان نثاری اور شریفانہ اعمال پر زور دیا۔ ان کے پیرو سکھ کہلانے لگے۔ ان کے بعد نو گرو ان کے جانشین ہوئے۔

اپنی زندگی کے آخری برسوں میں وہ کرتا پور (ڈیرہ بابا نانک، پاکستان) میں بس گئے تھے اور 70 کی عمر میں 1538 میں اسی مقام پر ان کا انتقال ہوا۔

6.3.2.5 چیتنیا

چیتنیا مہاپربھو 1485ء میں ناڈیہ (بنگال) میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصلی نام بشمبر تھا۔ وہ بہت عالم تھے۔ 24 سال کی عمر میں انھوں نے دنیا کو تیاگ دیا اور سنیاسی بن گئے۔ وہ کرشنا کے پرجوش پرستار تھے اور کرشنا سے محبت اور کرشنا کے لیے جان نثاری کے اصول کا پرچار کرتے تھے۔ وہ خدا کی حمد و ثنا میں گیت گاتے اور کیرتن کیا کرتے تھے۔

چیتنیا نے 18 سال اوڑیسہ میں اور 6 سال برنداون، گور اور دوسرے مقامات پر گزارے۔ اس طرح انھوں نے تقریبا 25 سال بھکتی واد کا پرچار کیا۔ ان کے پیرو آج بھی بنگال میں موجود ہیں اور پنجاب میں بھی پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کرشنا کی گوپیاں سمجھتے ہیں اور رقص اور موسیقی کے ذریعے سے کرشنا کی عبادت کرتے ہیں۔ چیتنیا سوامی کے چیلوں کا تعلق تمام ذاتوں سے تھا۔ ان میں سے ایک مسلمان تھا۔ 48 سال کی عمر میں 1533 میں چیتنیا کا انتقال ہوا۔ بنگال میں ان کو بہت قبول عام حاصل ہے۔ لاکھوں انسان کرشنا کا اوتار سمجھ کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔

6.3.2.6 ولبھ چاریہ

ولبھ آندھرا پردیش کے رہنے والے فرد تھے۔ انھوں نے وجئے نگر کے کرشنا دیورائے کے دربار میں حاضری دی تھی اور متھرا اور شمالی ہند کے دوسرے مقامات کو بھی گئے تھے۔ انھوں نے بنارس میں رہائش اختیار کی اور برہما سترا اور بھگوت گیتا پر تبصرہ کیا۔ ان کا فلسفہ شدھ ایدویتیا یا خالص وحدانیت کا فلسفہ کہلاتا ہے کیوں کہ انھوں نے فرد اور برہمن کو بالکلیہ ایک کردیا اور دونوں کے درمیان فرق کی تائید نہیں کی۔ انھوں نے کرشنا کے لیے جان نثاری کا پرچار کیا اور دنیاوی عیش و عشرت سے علاحدگی کو اچھی طرح ذہن نشین کردیا۔ لیکن ان کے پشتی مارگا کے تعلق سے بعد میں یہ سمجھا گیا کہ انھوں نے خدا کے نام پر اور کرشنا کے دل بہلادنے اور تماشوں کی تقلید میں نفسانی خواہشات سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دے دی۔ یہ بات غیر منطقی سمجھی گئی کہ دنیاوی تکلیف روحانی مسرت پیدا کرے گی اور ہندوستان کے بعض حصوں میں رادھا مسلک اپنے قابل اعتراض شکل میں مقبول عام ہوگیا۔ گرو اور چیلے کے درمیان تعلقات خراب اور خوار ہوگئے اور پیار و محبت اور تفویض ذات کو اس طرح پیش کیا گیا کہ یہ اخلاق اور عزت نفس کے لیے خطرناک ہوگئے۔

6.3.2.7 ویمنا

ویمنا کس دور سے متعلق تھے اس میں اختلاف ہے لیکن عالموں نے انھیں 16 ویں صدی سے وابستہ کیا ہے۔ وہ آندھرا پردیش کے سب سے بڑے معلم اخلاق تھے اور ان کا شتکا (Sataka) ایک نہایت ہی مقبول عام

تصنیف ہے ۔ انھوں نے پرانی باتوں سے بے معنی وابستگی کی مذمت کی اور بت پرستی اور ذات پات پر حملہ کیا۔ سیدھے سادے اشعار میں جن میں سے بعض مزاحیہ اور طنزیہ ہیں، انھوں نے توہمات، رسوم اور سماجی برائیوں کی مذمت کی۔ انھوں نے چھوت چھات کو بھی نامنظور کردیا۔ انسان دوستی ،ویمنا کے فلسفہ کا جوہر تھا۔ کبیر اور عہد وسطی کے دوسرے شاعر۔ رشیوں کی طرح وہ زیادہ تر خدا کی وحدانیت اور عالمگیر بھائی چارہ میں یقین کرتے تھے ۔ تاہم وہ عورتوں کے تعلق سے تعصب آمیز خیالات رکھتے تھے ۔ انھوں نے لکھا کہ عورتیں ناقابل بھروسہ ہوتی ہیں اور برائی یا بدی کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

6.3.2.8 تلسی داس 1532 تا 1623

رام چرت مناس کے مصنف تلسی داس برہمن تھے اور دریائے جمنا کے کنارے کہیں پیدا ہوئے تھے ۔ 1675ء میں انھوں نے اپنی عظیم کتاب رام چرت مانس مشرقی ہندی میں لکھی۔ وہ لارڈ رام کے بہت بڑے بھگت تھے ۔ وہ شہنشاہ جہانگیر سے ملے تھے ۔ لیکن اکبر کے دربار سے ربط ضبط نہیں تھا۔ ان کی طویل زندگی اعلا ترین اخلاق اور بھکتی کو لوگوں کے ذہن نشین کرنے کے لیے وقف ہوگئی تھی۔ لیکن انھوں نے کسی مکتب کی بنیاد نہیں رکھی۔ وہ ایدویتا کے پیرو تھے ۔ ان کی رامائن " ہندوستان کے عوام کی اکثریت کے لیے خواہ وہ عالم ہوں یا غیر عالم ہوں، طرز عمل، چال چلن کا واحد معیار ہے "۔ (Grierson)

6.3.2.9 تکارام

تکارام 1600ء میں پیدا ہوئے اور بھکتی کی تقویت کے لیے خالص دل اور اخلاقی بلندی پر زور دیا۔ وہ " مہٹ کبیر " کہلاتے ہیں۔ انھوں نے مذہب اور اخلاق کا عقلی نقطہ نظر ذہن نشین کیا اور بت پرستی اور ایدویتا کی مذمت کی۔ ان کے سینکڑوں سادھے اور فصیح ابھنگ یا بحر میں موجود حمد و ثنا، انسانی زندگی کی ناپائداری، جنسی تسکین کی برائی اور زاہدانہ نصب العین کی وضاحت کرتے ہیں جو شیواجی کو بے حد مرغوب تھے۔

6.3.3 بھکتی تحریک کے اثرات یا نتائج

کے۔ ایم پانیکر کا خیال ہے کہ " بھکتی تحریک، اسلام کی وحدانیت اور اصول مساوات کی اصطلاحوں میں ہندومت کی نئی تشریح و تعبیر تھی لیکن اس کا مذہبی اصول بھگوت گیتا کا اصول تھا جس کے احکام سب کچھ چھوڑ دینا اور خدا کی ذات میں پناہ ڈھونڈنے کے تھے "۔ بھکتی تحریک کے اہم نتائج کا خلاصہ اس طرح کیا جاسکتا ہے :

1۔ اس تحریک نے ذات پات اور پیدائش کے فرق و امتیاز کو گھٹادیا۔ 2۔ نچلی یا کمتر ذات کے لوگ بھی اپنی عزت نفس کا احساس کرنے لگے ۔ 3۔ برہمنوں کی بالادستی اور پروہتوں کا غلبہ کمزور پڑگیا ۔ 4۔ مصلحین نے مقامی زبانوں میں اپنی تعلیمات کا پرچار کیا۔ اس کی وجہ سے دیسی زبانوں کی ترقی میں بہت بڑی مدد ملی۔ 5۔ اس تحریک نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے

درمیان تعلقات میں تلخی اور کڑواہٹ کو کم کردیا اور دونوں دوستی اور آشتی سے رہنے لگے ۔ 6۔ اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد گھٹنے لگی کیوں کہ اسلام کی بعض اچھی باتیں ہندو اصولوں کی حیثیت میں لوگوں کو سکھائی جانے لگیں۔

6.4 ادب اور فنکاری

مغل شہنشاہوں نے اپنی سرگرمیوں کو پولیس اور وصولی محصول کے کم سے کم فرائض تک محدود نہیں کیا جیسے کہ دہلی سلطنت کے کئی حکمرانوں نے کیا۔ انھوں نے بعض فرائض انجام دیئے جو "تہذیبی مملکت" کی خصوصیات ہوتی تھیں جن میں سے ایک علوم و فنون کی ترقی اور سرپرستی تھی۔

6.4.1 ادب

مغل حکمرانوں میں پہلا حکمران بابر ایک عظیم موسیقی دان اور فطرت کا پرستار تھا۔ وہ فارسی اور ترکی زبان کا ایک ممتاز شاعر جس نے غنائی دیوان بابر تصنیف کیا۔ وہ ترکی نثر بھی لکھتا تھا جیسا کہ اس کی خود نوشت سوانح سے ظاہر ہے۔ جس کا نام بابر نامہ ہے ۔ ہمایوں ایک مہذب اور شائستہ انسان تھا وہ شاعری کا دلدادہ اور ریاضی، فلکیات اور نجوم کا طالب علم تھا۔

اکبر کا طویل، فتح مندانہ اور سرسبز و شاداب دور حکومت، ادب اور فنون لطیفہ کی ترقی اور فروغ کا باعث ہوا۔ اکبر کی باقاعدہ تعلیم نہیں ہوئی، وہ نہ تو پڑھ سکتا اور نہ لکھ سکتا تھا لیکن کئی مضامین میں اکبر کو اچھی خاصی معلومات حاصل تھیں۔ جیسے دینیات، تاریخ، شاعری وغیرہ کیوں کہ وہ ان مضامین کی کتابوں کو لوگوں سے پڑھوا کر سنا کرتا تھا۔ اس کی اپنی ایک شاندار لائبریری تھی جس میں 24 ہزار مخطوطات تھے ۔ وہ ادبی اور مشکل مضامین پر بحث و مباحثوں میں سرگرم حصہ لے سکتا تھا۔ اکبر نے ادب اور فن کی دانشورانہ سرپرستی کی۔

اکبر کے دور حکومت میں ابوالفضل، نظام الدین بدایونی اور دوسروں نے اہم تواریخ تصنیف کیں۔ آئین اکبری کو ابوالفضل نے 7 سال کی محنت کے بعد مرتب کیا جس میں سلطنت مغلیہ کا حیرت انگیز سروے کیا گیا ہے۔ اس کی دوسری اہم تصنیف، اکبر نامہ یا تاریخ اکبر ہے۔ ابوالفضل کو "شاعروں کا بادشاہ" بھی کہا جاتا ہے۔

نظام الدین احمد نے "طبقات اکبری (وقائع اکبر) لکھی اور بدایونی، تاریخ بدایونی کا مصنف تھا۔ بابر کی بیٹی گلبدن بیگم نے اکبر کی ایماء پر ہمایوں نامہ لکھا۔ سنسکرت کی بعض عظیم اور اہم تصانیف کا، اکبر کی بدولت فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ بدایونی نے رامائن اور مہابھارت کا ترجمہ کیا۔ ابراہیم سرہندی نے اتھروید کا اور فیضی نے حساب سے متعلق تصنیف لیلاوتی کا ترجمہ کیا۔ بابر نامہ کا بھی ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ اکبر کے دربار کے عظیم فارسی شاعر غزالی اور فیضی تھے۔

ہندی شاعر جیسے گنگا کوی ۔ تان سین (جو ایک عظیم موسیقی دان بھی تھا) اور کیسوا داس اکبر کے دربار میں فروغ پا رہے تھے۔ اکبر کے کئی افسران اور جنرل جیسے عبدالرحیم، مان سنگھ، بھگوان داس، بیربل بذات خود

ہندی کے اچھے شاعر تھے ۔ بیربل کو کوی راج کا خطاب حاصل تھا۔لیکن اس عہد کے سب سے عظیم ہندی شاعر تلسی داس تھے جو رامائن کے مصنف تھے جس کو رام چرت مناس کہا جاتا تھا ۔یہ مشرقی ہندی میں لکھی گئی تھی ۔" یہ بلاشبہ ایک عظیم نظم تھی جو دنیا کے ادب کے قدیم شاہ کاروں میں درجہ پانے کے قابل ہے " (Keay) ۔ تلسی داس ،اس عہد کا عظیم ترین انسان بل کہ خود اکبر سے عظیم تر انسان ہے " (Smith) ۔اس کے عہد کے دوسرے عظیم شاعر سور ساگر کے مصنف سور داس اور پدماوتی کے مصنف جائسی تھے ۔

جہانگیر فارسی کا ایک اچھا مصنف تھا اور اس نے اپنی آپ بیتی تزک جہانگیری لکھی ۔اس کے زمانے میں کئی قابل قدر تاریخی تصنیفات ترتیب دی گئیں ۔شاہ جہاں کے دربار میں بعض عظیم فارسی ، ہندی اور سنسکرت کے عالم اور شاعر ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہوا کرتے تھے ۔یہاں پنڈت راج جگناتھ کا ذکر کیا جاسکتا ہے جو ایک عظیم سنسکرت شاعر اور ماہر بلاغت تھے ۔وہ راسا گنگا دھارا کے مصنف تھے جو مرصع زبان پر ایک عظیم کتاب ہے ۔ انھوں نے گنگا لہری بھی لکھی جو دریائے گنگا کی تعریف میں ہے ۔ اس کے علاوہ کئی دوسری تصنیفات بھی مرتب کیں ۔شاہ جہاں کے بیٹے دارا شکوہ فارسی میں عظیم مذہبی اور فلسفیانہ کتابوں کے مصنف تھے ۔ ان کی تصنیف " مجمع البحرین اسلام اور ہندومت کا تقابلی مطالعہ ہے ۔ داراشکوہ نے بنارس کے پنڈتوں کی مدد سے 52 اپنشیدوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

اورنگ زیب عربی اور فارسی کا ایک عظیم عالم تھا۔وہ ترکی اور ہندی بھی جانتا تھا ۔انھیں قرآن زبانی یاد تھا اور وہ دینیات اور اصول علم قانون میں مہارت رکھتے تھے ۔ انھوں نے فتاوی عالمگیری کے نام سے مسلم قانون کی تدوین کی سرپرستی کی لیکن وہ اخلاقی معاملات میں سخت گیر تھے اور شاعری موسیقی اور دیگر فنون لطیفہ کو سخت ناپسند کرتے تھے ۔ انھوں نے تاریخوں کے لکھنے پر پابندی لگا دی اور موسیقی کو زمین میں گہرائی تک دفن کردینے کا ارادہ ظاہر کیا ۔عام طور پر اورنگ زیب کے دربار کی فضاء فنون کے لیے ناساز گار تھی ۔

فارسی ،عربی اور ہندی کے علاوہ مغلیہ دور میں اردو کا بھی ارتقاء ہوا ۔لفظ اردو ، ترکی لفظ "اردو" سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی لشکر ہیں ۔ مغلوں کے علاوہ بیدر ، گولکنڈہ ، بیجاپور ، گجرات کے دکنی بادشاہوں نے اردو ادب کی سرپرستی کی ۔ گولکنڈہ کا حکمراں محمد قلی قطب شاہ (1580 تا 1612) خود ایک عظیم شاعر تھا ۔یہی حال بیجاپور کے ابراہیم عادل شاہ دوم (1580 تا 1627) کا تھا ۔

اس دور میں مقامی یا منطقہ واری زبانیں بھی ترقی کرنے لگیں ۔

مرہٹی زبان میں ایکناتھ اور تکارام نے عمدہ زاہدانہ اور خدا کے لیے جان نثارانہ شاعری کی ۔اراکان کی ریاست کے ایک صوفی شاعر اکول نے بنگالی میں زاہدانہ نظمیں لکھیں اور 17 ویں صدی کے دوران میں ہندی پدماوتی سے ترجمہ بھی کیا ۔ آسامی میں شنکر دیو نے (1449 تا 1568) بھکتی تحریک، اور آسامی ادب میں ایک جدید عہد یا دور کا آغاز کیا ۔

جنوبی ہند میں ملیالی زبان نے اپنی علاحدہ شناخت کو پروان چڑھایا ۔

تلگو میں وجئے نگر کا دور جو مغلیہ دور کا ہمعصر تھا تلگو ادب کا سنہری دور کہلاتا ہے ۔ مشہور استاد گاجاس کی وجہ سے یہ سنہری دور کہلاتا ہے ۔ وجئے نگر کے حکمرانوں کے بعد تنجور اور مدورا کے حکمرانوں نے تلگو ادب کی سرپرستی کی ۔ (16 ویں اور 17 ویں صدی میں)

6.4.2 فن تعمیر

اکبر کے دور حکومت کے فن تعمیر میں ہندو اور مسلم (ایرانی) طرز تعمیر کا ایک خوش گوار امتزاج پایا جاتا ہے۔ اکبر کی سب سے عظیم تعمیراتی تخلیق فتح پور سیکری تھی۔ جس میں نو دروازے اور ریتیلے پتھر سے بنی ہوئی عمارتیں مشہور تھیں۔ یہاں کی بعض مشہور عمارتیں یہ ہیں۔ جامع مسجد، بلند دروازہ، شیخ سلیم چشتی کا مقبرہ اور دیوان خاص۔ اکبر کے زمانے کی دوسری عظیم عمارت دہلی میں ہمایوں کا مقبرہ ہے۔

جہانگیر فن تعمیر سے زیادہ مصوری کے لیے وقف تھا۔ سکندرہ میں اکبر کا مقبرہ اور آگرہ میں اعتماد الدولہ کا مقبرہ جہانگیر کے دور کی دو عظیم عمارتیں ہیں۔ جہانگیر کو باغوں سے خاص محبت تھی اور اس نے خوبصورت اور شاندار باغ لگوائے جیسے کشمیر میں شالیمار باغ۔

شاہجہاں کا دور حکومت بلا شک شبہ مغلیہ فن تعمیر کا سنہری دور تھا۔ اس نے لاہور، دہلی اور آگرہ میں شاندار عمارتیں کھڑی کردیں۔ دوسرے کئی مقامات پر بھی عظیم الشان عمارتیں تعمیر کیں اور ان عمارتوں پر اس نے کروڑہا روپیے خرچ کردیئے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہجہاں کو انجینیر بادشاہ کہا جاتا ہے۔ دہلی اور آگرہ میں اس کے تعمیراتی کارہائے نمایاں کے ثبوت موجود ہیں۔ دہلی کا موجودہ شہر ایک عرصہ دراز تک شاہ جہاں آباد کے نام سے مشہور رہا اس کی بنیاد شاہجہاں نے ڈالی تھی۔ (1638 تا 1648)۔ لال قلعہ اور اس سے کچھ فاصلے پر جامع مسجد شاہجہاں کی بہترین اور نہایت شاندار تخلیقات ہیں۔ جامع مسجد دنیا کی سب سے بڑی مسجدوں میں سے ایک ہے اور اس کی تعمیر پر دس لاکھ روپیے خرچ ہوئے۔ استاد خلیل اس کا معمار تھا۔ دیوان عام اور دیوان خاص لال قلعہ میں واقع ہیں۔ دیوان خاص ایک نہایت عمدہ اور نفیس عمارت ہے اور اس کی ایک دیوار پر شہنشاہ نے حسب ذیل کتبہ تحریر کروادیا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است، وہمین است، وہمین است

آگرہ میں شاہجہاں کی مشہور ترین عمارتوں میں تاج محل ہے۔ یہ سنگ مرمر کا مقبرہ شاہجہاں کی نہایت چہیتی بیوی ممتاز محل کی یاد میں جمنا کے کنارے تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ دنیا کی عجائبات میں سے ایک عجوبہ شمار کیا جاتا ہے۔ شاہجہاں کو بھی اسی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اس کی تعمیر میں بائیس سال (1632 تا 1653) لگے اور تقریباً تین کروڑ روپیے صرف ہوئے۔ اس کی تعمیر میں بیس ہزار مزدوروں کو نوکر رکھا گیا تھا۔ آگرہ میں شاہجہاں کی دوسری اہم عمارتوں میں موتی مسجد اور مثمن برج ہیں مسجد تین لاکھ روپیے کے صرفہ سے لال قلعہ کے اندر تعمیر کی گئی۔ یہ سفید سنگ مرمر سے بنائی گئی اور اس کی تکمیل کرنے میں چار سال لگے۔ شاہجہاں نے آگرہ میں جامع مسجد بھی بنائی۔ آگرہ کے قلعہ میں مثمن برج سنگ مرمر کی ایک خوبصورت ہشت پہلو عمارت ہے۔ شاہجہاں کا اسی عمارت میں انتقال ہوا۔ یہاں سے وہ تاج محل کا نظارہ کرسکتا تھا۔ لاہور میں شاہجہاں نے نورجہاں کی بنائی ہوئی جہانگیر کی قبر پر ایک پرشکوہ مقبرہ تعمیر کروایا۔ لاہور میں اس نے علی مردان خان کی نگرانی میں

خوبصورت شالیمار باغات لگوائے ۔ تخت طاؤس اور کوہ نور ہیرے نے سلطنت کی شان و شوکت میں مزید اضافہ کردیا۔ تخت طاؤس کی تکمیل میں سات سال لگے اور ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ یہ خالص سونے سے بنایا گیا تھا اور بے شمار قیمتی پتھروں اور جواہرات سے اس تخت کو مرصع کیا گیا تھا۔

6.4.3 مصوری

اکبر نے ہندوستانی مصوری کے قدیم فن کو ایک نئی سمت عطا کی اور ہندو فن کاروں کو ایرانی تکنیک سیکھنے اور ایرانی طرز کی تقلید کے لیے راغب کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مصوری کا ایک ہندی۔ ایرانی مکتب بتدریج ترقی کرنے لگا اور اعلیٰ خوبی کی رنگین تصویروں سے مالامال ہوگیا۔ مصوری کا یہ مکتب مغل مکتب ہے۔ مغل مکتب سے متاثر ہوکر راجپوتانہ نے مصوری کا اس کے اپنے ایک انفرادی طرز کو نشوونما دیا جو کانگڑا اور گڑھوال طرز کہلاتے ہیں۔

اکبر کو مصوری سے پیار تھا۔ اکبر کے دور کے ممتاز خوبی کے حامل سترہ مشہور مصوروں میں سے سات ہندو تھے۔ عبدالصمد سب سے نمایاں اور رہنما فنکار تھا اور شیریں قلم کا خطاب اسے حاصل تھا۔ اس کے شاگردوں میں دسونتھ جو ایک گھریلو ملازم کا بیٹا تھا اور جو اکبر کی دریافت تھا، مشہور و معروف تھا۔ دوسرا مشہور مصور باسوان تھا۔ اکبر کے دور کی بعض شہرت یافتہ تصویریں چنگیز نامہ، جعفر نامہ، رام نامہ، نل دمن اور کلیہ دمنہ وغیرہ ہیں۔ سیکری کی دیواری نقاشی کے ماسوا، اکبر کے دور کی تخلیقات تلف ہوگئیں۔

جہانگیر کو فن مصوری کا بے حد شوق تھا اور اس کی آپ بیتی اس موضوع پر حوالوں سے پر ہے۔ جہانگیر کے زمانے میں یہ فن نقطہ عروج کو پہنچ گیا اور صحیح معنوں میں ہندوستانی ہوگیا۔ دو نہایت ممتاز مصور ابوالحسن اور استاد منصور تھے اور دونوں کو نادرالزماں کا خطاب حاصل تھا۔ فن مصوری جہانگیر کے بعد آہستہ آہستہ ختم ہونے کے قریب ہوگیا۔ "اس کے گزر جانے کے بعد مغل مصوری کی روح بھی رخصت ہوگئی"۔ (PercyBrown)۔ شاہجہاں نے بھی مصوری کی سرپرستی کی لیکن اس کی اصلی دلچسپی فن تعمیر میں تھی۔ اورنگ زیب کے تحت تمام فنون عدم سرپرستی کی وجہ سے پژمردہ ہوگئے اور مصوری بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھی۔

6.4.4 موسیقی

بابر ایک قابل موسیقی داں تھا۔ ہمایوں نے بھی موسیقی سے اپنے لگاؤ کا اظہار کیا۔ اس نے ایک موسیقی داں بچو کو اپنا درباری موسیقی داں مقرر کیا جو ہمایوں کو 1535ء میں مانڈو پر حملہ کے دوران ہاتھ لگا تھا۔ اکبر موسیقی کے نظریہ اور فن میں مہارت رکھتا تھا اور موسیقی کا سرپرست تھا اور عبدالرحیم اور مان سنگھ نے اس سرپرستی کی تائید کی۔ ابوالفضل نے اکبر کے دور کے چھتیس عظیم موسیقی دانوں کا تذکرہ کیا جن میں مالوہ کا باز بہادر بھی شامل تھا۔ ان میں سب سے عظیم موسیقی کا ماہر تان سین تھا۔ جہانگیر اور شاہجہاں نے بھی موسیقی میں شدید دلچسپی لی۔ جگناتھ اور لال خاں جو تان سین کا داماد تھا، عظیم موسیقی داں تھے جو شاہجہاں کے دربار کی زینت تھے۔ اورنگ زیب موسیقی سے نفرت کرتا تھا، اور اس نے فن کو فروغ نہیں دیا۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
Hyderabad-34

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3۔ بھکتی تحریک کا ایک اہم سبب بتائیے۔

4۔ مغلیہ عہد کا سب سے عظیم ہندی شاعر کون تھا؟

5۔ مغلیہ آرٹ اور فن تعمیر کی اہم خصوصیات کیا تھیں

6.5 خلاصہ

1۔ اکبر نے مذہبی رواداری کی پالیسی پر عمل کیا۔ اس نے ایک نیا مذہب شروع کیا جو دین الٰہی کے نام سے مشہور ہوا۔

2۔ جہانگیر نے اکبر کی مذہبی پالیسی کو برقرار رکھا۔ لیکن شاہجہاں اور اورنگ زیب نے اکبر کی پالیسی کا الٹ کردیا۔

3۔ عہد وسطی کے ہندوستان کی ایک اہم خصوصیت بھکتی تحریک تھی۔ بھکتی تحریک کے قائدین جیسے راماند، کبیر، نانک اور چیتنیا نے سچی جان نثاری اور خدا سے پرجوش محبت پر زور دیا۔ انھوں نے کہا کہ خدا ایک ہے۔ انھوں نے ذات کے نظام کی لعنت ملامت کی اور ہندو مسلم اتحاد کی تبلیغ کی۔

4۔ مغلیہ عہد میں درباری زبان فارسی میں اور مقامی زبانوں میں کئی عظیم کتابیں لکھی گئیں۔

5۔ فن کاری اور فن تعمیر کے لیے مغلیہ عہد سنہرا دور تھا۔ اس دور کا فن اور فن تعمیر ہندوں اور مسلمانوں کی فن کاری اور فن تعمیر کے نمونوں کا امتزاج تھا۔

6.6 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

1۔ ڈی اسمتھ کے مطابق اکبر نے اپنے غرور اور ناز کی وجہ سے دین الٰہی قائم کیا۔ اسمتھ کے نقطہ نظر سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔ اکبر کو ہندو مسلم اتحاد کو ترقی دینے میں حقیقی دلچسپی تھی اور تمام مذاہب کی اچھی خصوصیات کے امتزاج کا بڑا جذبہ رکھتا تھا اسی وجہ سے اس نے دین الٰہی قائم کیا تھا۔

2- سکھوں، مرہٹوں، جاٹوں اور ست نامیوں نے اورنگ زیب کے خلاف اصل میں اس کی مذہبی ناروا داری کی وجہ سے بغاوت کی۔

3- ہندو مت میں رسومات کی زیادتیوں کی برائی کی وجہ سے بھکتی تحریک شروع ہوئی۔ اسلام کا اثر بھی تحریک کا ایک سبب تھا۔

4۔ تلسی داس

5-ہندو اور مسلم طرز کا امتزاج مغلیہ فن اور فن تعمیر کی ایک اہم خصوصیت تھی۔

6.7 نمونہ امتحانی سوالات

I۔ مندرجہ ذیل سوالات میں سے ہر ایک سوال کا تقریباً تیس (30) سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ اکبر اور اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی کے درمیان فرق اور امتیاز کیجیے۔

2۔ 15ویں اور 16ویں صدی میں بھکتی تحریک کی نشو ونما کا سراغ لگائیے۔

3۔ مغلیہ حکمرانی کے دوران میں سماجی اور ادبی خیالات کو بیان کیجیے۔

4۔ فن کاری اور فن تعمیر کی ترقی میں مغلوں نے کس طرح اضافہ کیا؟

II۔ مندرجہ ذیل سوالات میں سے ہر ایک سوال کا 15 سطروں میں جواب دیجیے۔

1۔ اورنگ زیب کی داخلی اور خارجی پالیسیوں کی اہم خصوصیات کی تنقیدی جانچ کیجیے۔

2۔ اورنگ زیب کے بعد مغلیہ سلطنت کے زوال اور انتشار کے اسباب کا خاکہ کھینچیے۔

3۔ مغلیہ نظم و نسق کی نمایاں خصوصیات کو بیان کیجیے یہ کہاں تک شیر شاہ سوری کے نظم و نسق کا مرہون منت تھا؟

4۔ مغلیہ سلطنت کے معاشی حالات کیا تھے؟

6.8 سفارش کردہ کتابیں

Chopra	*Some Aspects of Society & Culture during the Mughal Age*
Edwards & Garret	*Mughal Rule in India*
Iswari Prasad	*A Short History of the Muslim Rule in India*
Iswari Prasad	*Medieval India*
Karim	*Society and Culture in Medieval India*
Majumdar R.C.(ED)	*The Mughals Empire. Bharatiya Vidya Bhavan Series, Vol.VII*

R.C.Majumdar,	
Ray Chaudhari & Datta	*Advanced History of India*
Moreland, W.H.	*India at the Death of Akbar*
Percival Spear	*Twilight of the Mughals*
Qureshi, I.H.	*Administration of the Mughal Empire*
Srivastav, A.L.	*Mughal Empire*

مصنف : سی۔ڈی۔ راما چندرا راؤ

مترجم : محمد حبیب اللہ خاں